نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

رجب المرجب ۱۴۰۹ھ ○ فروری ۱۹۸۹ء

مسلمانو!
نفاذِ اسلام کا راستہ
جمہوریت نہیں تبلیغ اور جہاد
ہے۔!

آئیے: بھولا ہوا سبق یاد کریں اور اپنے اسلاف
کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تمام کفریہ نظاموں کے
خلاف جدّوجہد کا عَلَم بلند کریں! عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

یکے از مطبوعات:

تحریک تحفظ ختم نبوۃ ‏— شعبۂ تبلیغ — عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان

افکارِ احرار

خدمتِ اہلِ وطن

انتخابات کا شور و شغب ختم ہوگیا لیکن ملک کے سیاسی اخلاق کو بلند کرنے کی سعی ہر وقت اور ہر حال میں جاری رہنی چاہیئے۔ سیاستِ ملکی کا زرّیں اصول اور مذہب کی جان یہ ہے کہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اہلِ وطن اور مخلوقِ خدا کی خدمت کی جائے۔ جس قوم کے افراد میں قربانی کی روح زیادہ ہوگی وہی معزّز اور محترم ہوگی۔

نوجوان سیاسی میدان میں آنے سے پہلے یہ سوچ لیں کہ وہ قوم کے سیاسی اخلاق کو بلند کرنے کی کہاں تک قابلیت رکھتے ہیں؟ اس قابلیت کا معیار محض علم اور سرمایہ نہیں بلکہ سارا دارو مدار قربانی اور مخلوق کی خدمت کے سچّے جذبے پر ہے۔ خدمت میں عظمت ہے۔ اگر ایسا کروگے تو اطمینان کی دولت حاصل کرلوگے۔ یہ ایسی چیز ہے جو سیم و زر کے انبار سے زیادہ تسلّی دیتی ہے۔

وطن کی محبت کو عشق کے درجے تک پہنچاؤ۔ عشق میں سوداگری نہیں ہوسکتی۔ وہاں لینے کی توقّع چھوڑ کر سب کچھ دینا ہی پڑتا ہے۔ اس لئے اہلِ وطن کی خدمت میں بہترین آرزوؤں کو قربان کرنے کا ارادہ کرکے اُٹھو، دُعا کرو کہ خدا ہمیں دین اور اسلام کی خدمت کا موقع دے۔ آمین!

مفکرِ احرار چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

سالِ اشاعت: ۲، سلسلۂ اشاعت: ۲

رجب المرجب: ۱۴۰۹ھ، فروری: ۱۹۸۹ء

سرپرست اکابر:

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہٗ

مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہٗ

مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہٗ

مولانا محمد عبداللہ مدظلہٗ

مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہٗ

مولانا محمد عبدالحق مدظلہٗ

رفقاءِ فکر:

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہٗ

سید عطاء المحسن بخاری

سید عطاء المؤمن بخاری

سید عطاء المھیمن بخاری

سید محمد کفیل بخاری

سید عبدالکبیر بخاری

سید محمد ذوالکفل بخاری

سید محمد ارشد بخاری

سید خالد مسعود گیلانی

عبداللطیف خالد ○ اختر جنجوا

عمر فاروق عمر ○ محمود شاھد

قمر الحسنین ○ بدر منیر احرار

اس شمارے میں

دِل کی بات: نئی عوامی حکومت کے کارنامے۔ — سید عطاء المحسن بخاری — ۲

مسلمان عورت کا مقام — شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی — ۵

فتنۂ قادیانیت، عظمت علی تگہ — ۸

ایک وضاحت: چہ دلاور است دزدے — سید عطاء المحسن بخاری — ۱۵

رونقِ بزم: سید عطاء المؤمن بخاری سے انٹرویو — ۱۸

صدر ضیاء کا قاتل کون؟ زیڈ۔ اے سلیری — ۲۱

صحابہؓ قرآن کی نظر میں، مرسلہ: محمد افضل خان — ۲۴

زبان میری ہے بات اُن کی — آغا غیاث الرحمٰن انجم — ۲۵

ایک ورق اپنی تاریخ سے — دوست محمد چوہان — ۲۹

ضرورتِ نبوّت، حکیم محمود احمد ظفر — ۳۰

تلخ و شیریں، مولانا عبدالحق چوہان — ۳۴

چمن چمن اُجالا۔ کاروانِ احرار منزل بمنزل — ۳۹

مختلف شہروں میں مجلسِ احرارِ اسلام کے مرکزی رہنماؤں کے دورے کی مفصل رپورٹیں

جمہوری جانور: قطعہ، قمر الحسنین قمر — ۴۳

جلوہ بکھر گیا.... نظم ″ — ۵۴

زبانِ خلق — ۵۵

رابطہ: مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ھاشم، مہربان کالونی ملتان

فون نمبر ○ ۷۲۸۱۳

قیمت: -/۴ روپے ◎ سالانہ -/۵۰ روپے

دل کی بات

نئی عوامی حکومت کے کارنامے

پی پی پی نے حکومت پر قابض ہونے کے بعد سابقہ حکومت کی برائیاں شمار کرنے اور انہیں پراپیگیٹ کرنے پر تمام توانائی صرف کردی ان برائیوں کا اجمالی خاکہ وزیر اعظم نے یوں پیش کیا کہ

" ہمیں دہشت گردی، کلاشنکوف کلچر، ڈرگ مافیا اور جھوٹ دیا گیا ہے جسے ہم نے عوام کو ساتھ لے کر ہر نوع ختم کرنا ہے اور خوشبوؤں کا یہ سفر کامیاب ہو کر رہے گا "

لیکن دو ماہ کی حکومت نے ان عظیم برائیوں کو تو کیا ختم کرنا تھا مزید برائیوں کی سرپرستی کی جن کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

۱۔ بے حیائی، عریانی، فحاشی اور زن و مرد کے " ثقافتی " اختلاط کو فروغ دیا گیا۔

۲۔ جیل سے بلا امتیاز رہائی پانے والے جرائم پیشہ بدمعاشوں، حرام کاروں اور تخریب کاروں نے ملک میں اودھم مچا دیا۔ جرائم ڈاکہ قتل و غارت اور بموں کے دھماکوں نے سندھ سے نکل کر پنجاب، بلوچستان اور سرحد کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

۳۔ صوبائی تعصب کی وباء پنجاب میں بھی پیدا کی گئی۔

۴۔ مالہ میں بیگم زرداری صاحبہ کے استقبال پر ہزاروں کلاشنکوفیں ٹی وی پر دکھائی گئیں اور " کلاشنکوف کلچر " ختم کرنے کے لئے دہشت و وحشت کا مظاہرہ کیا گیا۔

۵۔ پیپلز پارٹی نے ملک کے مختلف مقامات پر اپنے سیاسی مخالفین پر حملے کئے، خون خرابہ کیا اور آپس میں بھی گتھم گتھا ہوئے۔

۶۔ " خوشبوؤں " کے حکومتی سفر میں عوام کے دھتکارے ہوئے افراد کو حکومت میں شامل کیا گیا۔

۷۔ مرزائیوں اور رافضیوں کا کفر عام کرنے کے لئے ان کی تمام کافرانہ سرگرمیوں کو تحفظ فراہم کیا گیا۔

یہ تمام تحفے پی پی کی حکومت نے اس حال میں قوم کو دیئے کہ آٹھویں ترمیم ابھی باقی ہے اور غلام اسحٰق خان جیسا کائیاں صدر بھی موجود ہے ـــــ اگر خدانخواستہ یہ ترمیم ختم ہو جاتی ہے تو پھر موجودہ وزیر اعظم " شدہ " کے

وزیراعظم کا لڑکا خونخوار اور ہیبت ناک مطلق العنان وزیراعظم بن جائیں گی اور پھر جو کچھ وہ کرنا چاہیں گی اس پر کوئی چیک نہ ہوگا۔ جو لوگ آٹھویں ترمیم ختم کرنا چاہتے ہیں وہ ہوش کے ناخن لیں ۔۔۔ یہی موجودہ حزب اختلاف اور ۱۹۷۳ء کا قومی اتحاد اپنے دو غلے پن پر اتار رہا ہے۔ تب انہی لوگوں نے ۱۹۷۳ء کے آئین میں وزیراعظم کے بے پناہ اختیارات پر صف ماتم بچھائی ہوئی تھی مگر آج جے یو آئی، پی ڈی پی، جے یو پی اور جماعت اسلامی نام نہاد جمہوریت کی بحالی اور ضیاء دشمنی میں اندھے ہو کر اپنے نظام مصطفیٰ اور ۱۹۷۷ء کے ترمیمی مطالبات سے دستبردار ہو کر قوم کی آنکھوں میں پھر دھول جھونک رہے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ ہر دور میں مخالفت برائے مخالفت کے جاہلانہ اصول پر عمل پیرا ہیں۔ جنگ یہ کرتے رہتے ہیں اور اقتدار پر کوئی اور گروہ قابض ہو جاتا ہے۔ یہ پھر جوتے چٹخاتے رہ جاتے ہیں۔ ۵۶ء، ۶۷ء، ۷۷ء، ۸۸ء کے چار عبرت آموز واقعات ان کے منفی عمل پر خط تنسیخ کھینچ رہے ہیں ۔۔۔ لیکن انہیں شعور نہیں آیا ۔۔۔ اور شاید کبھی ......

جہادِ افغانستان:

افغانستان میں روسی سوشل سامراج کی عبرت ناک شکست پسپائی کے آخری مرحلے میں ہے اور وہ جاتے جاتے افغانستان میں ماضی کا وہی مکروہ عمل دہرانا چاہتے ہیں جو انہوں نے برلن، کوریا اور ویت نام میں آزمایا ہوا ہے۔ سامراجی طاقتیں میدان جنگ میں ہزیمت و پسپائی کے بعد ٹیبل پر تقسیم کا مکروہ دھندا کرتی ہیں اور صرف اس لیے کہ علاقائی لوگ اپنی پسند اور خواہش کے مطابق حکومت قائم نہ کر سکیں۔ پھر خصوصاً افغانستان میں بھلا کیسے برداشت کیا جا سکتا ہے کہ جن بنیاد پرست مجاہدین نے روسی سامراجیوں کو ذلت آمیز شکست دی ہے۔ ان بنیاد پرستوں کی اور وہ بھی مسلم بنیاد پرستوں کی تنہا حکومت وہاں بننے دیں۔ انہوں نے سامراجی سازش سے کام لیتے ہوئے سنّی شیعہ تفریق سے نفع اٹھایا اور واخان کا حساس علاقہ آغاخانیوں کو جہیز میں دے دیا۔ گلگت، بلتستان میں ہونے والی سنّی شیعہ جنگ اور وہاں کے ایک رافضی ریٹائرڈ کرنل کے الگ صوبہ کے مطالبہ کو عملی صورت دینے کے لئے راہ ہموار کر دی اور ایک مستقل کیمپ قائم کر دیا تاکہ پاکستان و افغانستان کے سنّیوں کو ہمیشہ کے درد سر اور عذاب الیم میں مبتلا کر دیا جائے اور یوں روسی سوشل سامراج اور امریکی سامراج مسلمانوں سے جہاد کے احیاء اور اپنی شکست کا طویل المیعاد انتقام لے سکیں ۔۔۔ موجودہ حکومت کی مصلحت آمیز پالیسیاں اور ۲۶ سال کے بعد روسی وزیر خارجہ کی پاکستان آمد ۸۰ ارب ڈالر کی پیشکش مجاہدین افغانستان اور پاکستان میں جہاد افغانستان کے حامیوں اور

پی پی گورنمنٹ کے سیاسی مخالفوں سے "بیر" کی غمازی کرتی ہیں جس کی مزید تائید شام میں الذوالفقار کا ہیڈکوارٹر، بیگم نصرت بھٹو کا وہاں طویل قیام، بھٹو کے فرزند ارجمند کی شام سے پاکستان واپسی کی تیاریاں اور پیپلز یوتھ فورس کا قیام اور سرگرمیاں ہیں۔ ع

تیری صبح کہہ رہی ہے تیری رات کا فسانہ

اللہ کرے یہ خدشات غلط ثابت ہوں مگر . . . . . پاکستان کی لیفٹ لابی، رافضی لابی اور مرزائی لابی کا اشتراک، گٹھ جوڑ اور تینوں کا متحرک ہونا بہتر مستقبل کی علامات ہرگز نہیں ہے۔ یا اللہ! پاکستان اور مسلمانوں پر رحم فرما! آمین!

عالمی مجلس احرارِ اسلام کے کارکن متوجہ ہوں

◉ کارکنانِ احرار جماعت کی ترقی اور تنظیمِ نو کیلئے عملی جدوجہد تیز کریں۔ ہر مقامی شاخ کے کارکن ہر جمعہ کو ہفتہ وار اجلاس منعقد کریں اور اجلاس کی کارروائی مرکز کو ارسال کریں تاکہ سرگرمیوں کی رپورٹ شائع کی جاسکے۔

◉ ہر جمعہ کو جماعت کے امتیازی نشان سرخ قمیص پہن کر گروپ کی صورت میں جمعہ پڑھنے تشریف لے جائیں۔ آپ تعداد میں تھوڑے ہی کیوں نہ ہوں لیکن اپنے وجود کا اظہار ضرور کریں۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو اپنے دل کو ٹٹولیں کہ وہاں سے کیا نکل گیا ہے؟

◉ ۲،۳ مارچ جمعرات جمعہ کو ربوہ میں سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اس میں شرکت آپ کا ایمانی فریضہ ہے۔ کوتاہی گناہ سمجھیں۔ اپنے علاقہ میں زیادہ سے زیادہ تشہیر کریں۔ اور مسلمانوں کو شرکت کی دعوت دیں۔ اپنی پوری قوت کا مظاہرہ کریں اور سرخ قمیص پہن کر کانفرنس میں شریک ہوں۔ ۲ مارچ کو عصر تک ربوہ پہنچ جائیں۔

والسلام

سید عطاء المحسن بخاری

ناظم اعلیٰ عالمی مجلس احرار اسلام پاکستان

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

مسلمان عورت کا مقام

؎ تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر
خاتونِ خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں

آج کل ہر جگہ عورتوں کے حقوق کا تذکرہ ہے "عورت اور مرد برابر ہیں"، "عورتوں کو مردوں کے دوش بدوش کام کرنا چاہیئے۔ عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق ملنے چاہئیں"، وغیرہ وغیرہ۔

سچ تو یہ ہے کہ عورت جب سے گھر سے باہر نکلی ہے۔ اُسی وقت سے گھریلو پریشانی شروع ہوئی ہے اور عورت کی بیرونی سرگرمیوں کا یہ وہی بحرانی دور ہے جس میں عورت نے ایک بھی قابلِ ذکر شخصیت کو جنم نہیں دیا۔ اکبر الہ آبادی نے صحیح کہا تھا۔ ؎

طفل سے کیا بُو آئے ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

عظیم شخصیتیں اب بھی جنم لے سکتی ہیں۔ گھریلو حالات اب بھی سدھر سکتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ عورت گھر واپس آکر بچّوں کی صحیح پرورش کا فریضہ اُن خطوط پر سرانجام دے۔ جن خطوط پر حسنؓ و حسینؓ، امام اعظمؒ و امام مالکؒ، رازیؒ و غزالیؒ کی ماؤں نے انجام دیا تھا۔ کہ :۔

نخلِ وفا کی ڈالیاں — ہوتی ہیں عفّت والیاں
چشمِ فلک نے آج تک — دیکھی نہیں اُن کی جھلک
کب سامنے آتی ہیں وہ — غیرت سے کٹ جاتی ہیں وہ

قدرت نے عورت کو دنیا میں اہم ترین فرائض کی ادائیگی کے لئے پیدا کیا ہے۔ اگر وہ بیٹی کے روپ میں ہے تو اُسے چاہیئے کہ وہ حیاء اور سادگی کا پیکر بنے۔ اپنے والدین کی عزّت و ناموس کا تحفظ کرے۔ گھر کے کام کاج میں والدین کا ہاتھ بٹائے۔ اگر عورت ایک ماں ہے تو اُس کا فرض ہے کہ وہ ایسی ماں بنے جس کی تربیت یافتہ اولاد پر ملک و قوم فخر کر سکے۔ اگر وہ بیوی ہے تو اُسے چاہیئے کہ وہ اپنے شوہر کی وفادار بن کر رہے۔ اپنے شوہر کو خلوص اور خدمت سے اپنا گرویدہ بنانے کی کوشش کرے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا " عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اپنی آبرو کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی وفادار رہے۔ تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے ۔"

" عورت کو اگر کبھی غیر مرد سے بولنے کا اتفاق ہو تو صاف سیدھے کھرے لہجے میں بات کرنی چاہیئے۔ لہجے میں نزاکت اور گھلاوٹ نہ پیدا کرے کہ سننے والا کوئی بُرا خیال دل میں لائے ۔"

" خدا پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے۔ جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نہ نکلے جب کہ اُس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملے میں کسی دوسرے کا کہا نہ مانے ۔"

حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ ایک بار نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں اپنی پڑوسن سہیلیوں کے ساتھ تھی۔ آپؐ نے ہمیں سلام کیا اور ارشاد فرمایا " تم پر جن کا احسان ہے۔ اُن کی ناشکری سے بچو۔ تم میں کوئی ایک اپنے باپ کے یہاں کئی دنوں تک بن بیاہی بیٹھی رہتی ہے۔ پھر خدا اُس کو شوہر عطا فرماتا ہے پھر خدا اُس کو اولاد سے نوازتا ہے (ان تمام احسانات کے باوجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے خفا ہوتی ہے تو کہہ اٹھتی ہے میں نے تو کبھی تمہاری طرف سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں ۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ شوہروں کی غیر موجودگی میں عورتوں کے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان تم میں سے کسی کے اندر خون کی طرح گردش کر رہا ہے ۔

نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے وہ آوارہ قسم کی عورت ہے ۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ کی لعنت اُن عورتوں پر جو لباس پہن کر بھی ننگی کی ننگی رہیں۔

اسلام عورت کی عفت و عصمت کا تحفظ کرتے ہوئے یہاں تک حکم دیتا ہے کہ مردوں کو کسی اور کے گھر میں تو کجا اپنے گھر میں بھی آواز دے کر (اجازت لے کر) داخل ہونا چاہیئے ۔

عورت قابلِ عزت ہے ہاں اگر وہ نیک سیرت ہے۔ عورت زندگی کے کٹھن راستوں میں ایک مخلص ساتھی ہے، اگر یہ دنیا آنکھ ہے تو عورت اُس کی بینائی۔ اگر یہ دنیا ایک پھول ہے تو عورت اُس کی خوشبو۔ عورت کو اللہ تعالیٰ نے بزرگی عطا کی ہے کہ اس نے پیغمبروں کو جنم دیا تھا ۔

ایک اچھی عورت ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ عورت بقائے نسل انسانی کی ضامن ہے۔ مسلمان عورت کی سوسائٹی اوصاف حمیدہ کا مجموعہ ہے۔ عورت صنف نازک ہے۔ جنس لطیف ہے۔ پیکر حسن و لطافت ہے۔ قابل توجہ ہے۔ عورت کی طرح تو کوئی نہیں جانتا کہ ایسی بات کس طرح کی جائے۔ جو نرم اور گہری ہو۔

پھولوں کی شگفتگی اور فضاء کی رعنائی بے کیف ہوتی اگر عورت انھیں اپنی رنگینیوں سے معمور نہ کر دیتی۔ افسانۂ حیات ادھورا رہ جاتا۔ خانۂ زیست میں ویرانیاں ہوتیں۔ عمرِ رواں کی اونچ نیچ کا سفر بڑا کٹھن ہوتا۔ فضائے عالم میں ایک خلا سا رہ جاتا اگر عورت نہ ہوتی۔ الغرض زندگی کے تقاضوں کو تکمیل کا جامہ پہنانے کے لئے عورت کا وجود ضروری ہے۔ یہ سب کچھ درست! مگر صرف اُس صورت میں جب عورت، عورت ہو۔ غیرت و حیا کی ضامن ہو۔ قوم کے اخلاق کی صحیح معمار ہو۔ عزت و ناموس ملت کی وفادار ہو اور جس عورت کی سوچ بے حیا اور فکر بے لگام ہو جسے عفت و عصمت کے جوہر کا پاس نہ ہو جو عورت تہذیب نو میں گندھی ہوئی دخترِ مست خرام بن چکی ہو۔ جس کا مقصد اخلاق و مذہب کی حدود کو توڑنا اور جس کی زندگی لہو و لعب، مکر و فریب اور رقص و سرود کے لئے وقف ہو تو ایسی عورت باعث ننگِ وطن ہے۔ باپ بھائی شوہر اور قوم کے ماتھے پہ بدنما داغ ہے۔

جس قوم نے عورت کو ضرورت سے زیادہ آزادی دی۔ وہ کبھی نہ کبھی اپنی غلطی پر ضرور پشیمان ہوئی ہے۔ عورت کا اصل کام آئندہ نسل کی تربیت ہے۔ اس سے صرف نام و نمود کا کام لینا اس کی توہین ہے۔ قانونِ فطرت کی خلاف ورزی ہے۔ انسانی معاشرے کو درہم برہم کرنے کی افسوسناک سازش ہے۔

"تیرے چہرے پہ یہ غازہ بہت ہی خوب ہے لیکن
تو اس چہرے کو پردے میں چھپا لیتی تو اچھا تھا
بہت کچھ بن کے بھی تو پھر وہی عورت کی عورت ہے
چراغ خانہ ہی بن کر نباہ لیتی تو اچھا تھا!"

اظہار تعزیت

مجلس احرار اسلام گلاسگو (برطانیہ) کے کارکن جناب محمد بشیر جٹ صاحب کے والد محترم گذشتہ دنوں چیچہ وطنی میں انتقال فرما گئے، اور بہاولپور میں مولانا محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا محمد عباس انتقال کر گئے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے مرحومین کی وفات پر پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا ہے، تمام احرار کارکنوں

باقی صفحہ: ۵۴ پر

عظمت علی تگہ
ملتان

فتنۂ قادیانیت

مرزا غلام احمد قادیانی کا شمار مُسیلمہ کذّاب و دیگر بدباطن اور گم کردہ راہ لوگوں میں ہوتا ہے، جنہوں نے گاہے بگاہے "نبوّت" کا دعویٰ کیا اور مغضوب ٹھہرے۔ فرنگی استعماریت کے "بچہ جمہورا" نے دینِ اسلام کی پُرشکوہ عمارت میں دراڑیں ڈالنے کی اپنے طور پر ناپاک جسارت کی۔ اپنے خللِ دماغ کو الہام سے تعبیر کیا اور درجہ بدرجہ نبوّت کے منصب پر فائز ہوگیا۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا اپنا فرمان ہے:

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

حکیم الامّت شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ نے ایک جگہ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں ان الفاظ میں اظہارِ خیال کیا:

that God is One, and that Muhammad is the last of the line of those holy men who have appeared from time to time in all countries and in all ages to guide mankind to the right ways of living. ([illegible])

"اور خدا ایک ہے اور کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ان مقدّس افراد کی قطار کے آخری فرد ہیں جو گاہے بگاہے تمام ممالک میں، تمام زمانوں میں نوعِ انسانی کی حیات کے صحیح راستوں کی رہنمائی کے لئے ظاہر ہوئے۔"

اس (مرزا قادیانی) بدبخت نے ان برگزیدہ ہستیوں کی قطار میں زبردستی گھسنے کی کوشش کی اور حضورِ اکرمؐ کے خاتم النّبیّین ہونے کا مطلب یوں بیان کیا:

"خاتم النّبیّین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مُہر کے بغیر کسی کی نبوّت کی تصدیق نہیں ہوسکتی۔ جب مُہر لگ جاتی ہے تو کاغذ سند ہو جاتا ہے۔ اور مصدّقہ سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح آنحضرت کی مُہر اور تصدیق جس نبوّت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔" (ملفوظات جلد پنجم، ص: ۲۹۰)

موت سے قریب سترہ اٹھارہ برس قبل اس پر اچانک انکشاف ہُوا کہ جس مسیح ابنِ مریم کے آنے کی خبر دی گئی ہے

وُہ تو وُہ خود ہے۔ اس کا ایک سوانح نگار رقم طراز ہے :

"۱۸۹۰ء کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس امر کا انکشاف فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مسیح ابنِ مریم کے آنے کی خبر دی تھی وُہ تُو ہی ہے۔ پہلا مسیح آسمان پر خاکی جسم کے ساتھ ہرگز زندہ نہیں بلکہ وُہ دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو چکا ہے۔" [حیاتِ طیبہ، ص: ۹۸، مصنفہ عبدالقادر سابق سوداگر مِل]

ایک اور جگہ کہتا ہے :

"مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں۔ اور ہر نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملکِ ہند میں کرشن نام کا ایک نبی گزرا ہے جس کو ردر گوپال بھی کہتے ہیں، اُس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانے میں ظاہر ہونے والا تھا وُہ تُو ہی ہے ۔۔۔ آریوں کا بادشاہ۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص: ۸۵، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ہندوؤں کے کرشن پر ہاتھ صاف کرنے کے بعد ایک قدم اور آگے بڑھایا اور دعویٰ جڑ دیا کہ مہدی بھی میں ہوں ۔۔۔ کہتا ہے۔

"مسلمانوں کے تمام فرقے مہدی کے منتظر ہیں مگر مہدی تو بہرحال ایک شخص ہی ہونا تھا اور وُہ مَیں ہوں۔" [۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء جہلم میں خدام سے خطاب، سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۱۶۹ - ۱۷۰ تاریخ احمدیت جلد سوم ص: ۲۷۶ - ۲۷۷]

اپنے اس دعویٰ کے بارے میں مزید کہا :

"جس مہدی کو لوگ مانتے ہیں وُہ شکی ہے اور اس کی نسبت احادیث میں بہت تعارض ہے لیکن ہمارا دعویٰ اس مہدی کا ہے جس کی نسبت کوئی شک نہیں۔" (ملفوظات جلد ششم ص: ۴۲۳ - مرزا غلام احمد قادیانی)

ڈاکٹر اقبالؒ نے اس ساری خرافات کو پائے حقارت سے ٹھکراتے ہوئے فرمایا :

No spiritual surrender to any human being after Muhammad who emancipated his followers by giving them a law which is realizable as arising from the very core of human conscience. Theologically the doctrine is that: The Socio-Political organization called "Islam" is perfect and eternal. No revelation the denial of which entails heresy is possible after Muhammad. He who claims such a revelation is a traitor to Islam. (ص۱۴۲)

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی انسان کی رُوحانی اطاعت نہیں جنہوں نے اپنے پیروکاروں کو انسانی ضمیر کی گہرائی سے ابھرتا ہوا قابلِ عمل قانون دے کر آزاد کر دیا۔ دینی اُصول ہے کہ عمرانی سیاسی ڈھانچہ جو اسلام کہلاتا ہے، کامل اور بے عیب ہے۔ کوئی الہام جس کی تردید کا لازمی نتیجہ کفر ہو، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد ممکن نہیں۔ جو ایسے اسلام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اِسلام کا غدار ہے۔"

غاصب کیوں؟ :

مرزا اور مرزا کے ماننے والے جو خود کو احمدی، مرزائی، قادیانی یا لاہوری بھی کہتے ہیں، اِسلام کے غدار ہیں اور مسلمانانِ عالم کے دشمن ہیں۔ مرزا نے ناموسِ نبوت پر ڈاکہ ڈالا ہے۔ وہ عقیدۂ ختمِ نبوت کا انکار کر کے دائرۂ اِسلام سے خارج ہو گیا اور اس کے پیروکار بھی مرتد ہیں۔ **جہاد** جیسے اسلامی حکم کی نفی کی اور وہ اپنے آقاؤں کا برصغیر پر سیاسی تسلّط کے لئے مُعاون رہا، مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپا اور یہ اور اس کے چیلے چانٹے کیلئے اِقتدارِ افرنگ کے مزے لُوٹتے رہے۔ انگریزوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں کے طرزِ عمل کے پیشِ نظر بطورِ خاص انہیں ظلم و ستم کا نشانہ بنایا اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا۔ اِسلامیانِ ہند کی عزت و ناموس، جان و مال اور دین و مذہب کو نقصان پہنچانے کی غرض سے اس فتنہ کی پُوری سرپرستی کی اور سیاسی فوائد حاصل کئے۔ مسلمانوں میں سے ایک بے ضمیر اور بے غیرت ٹولہ پہلے ہی اپنے انگریز آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر اپنے ہی عوام پر ظلم ڈھا رہا تھا کہ رہی سہی کسر اس فتنہ نے پُوری کر دی۔ مسلمان قوم میں غم و غصّہ کی لہر دوڑ گئی۔ علماءِ کرام اور پڑھے لکھے مسلمانوں نے شدید مذمت کی اور اس کی سرکوبی کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ جُوں جُوں یہ تحریک زور پکڑتی گئی تو اس کا ردِّ عمل بھی سامنے آنے لگا۔ ہندوؤں کے علاوہ خود مسلمانوں میں سے نام کے مسلمان تحریک کی مزاحمت پر اُتر آئے اور بڑے بڑے لال بجھکڑ "رواداری" کا درس دینے لگے تو علّامہ اقبالؒ نے للکارا اور فرمایا :

> This instinctive perception of the average Muslim is in my opinion absolutely correct and has, I have no doubt, a much deeper foundation in the conscience of Indian Islam. Those who talk of toleration in a matter like this are extremely careless in using the word toleration which I fear they do not understand at all.
>
> (P. 6)

"عام مسلمانوں کا جبلّی ادراک میری رائے میں قطعاً درست ہے اور مجھے کوئی شبہ نہیں، ہندی

اِسلام کے ضمیر میں ایک گہری بُنیاد رکھتا ہے۔ وُہ جو ایسے معاملہ میں رَواداری کی بات کرتے ہیں۔ رَواداری کا لفظ اِستعمال کرتے ہوئے نہایت غیر محتاط ہیں۔ مجھے اَندیشہ ہے وُہ اس کا مطلب ہی نہیں جانتے۔"

اور آگے چل کر مزید فرمایا :

They wrongly consider this attitude as a sign of moral inferiority. They do not understand that the value of his attitude is essentially biological. (P. 8)

"وُہ غلط طور پر اس رویہ کو اخلاقی کمتری کی علامت سمجھتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اس رویّہ کی قدر و قیمت لازماً حیاتیاتی ہے۔"

حضرت اِقبالؒ نے وضاحت کرتے ہوئے مزید فرمایا :

The question of what may be called major heresy arises only when the teaching of a thinker or a reformer affects the frontiers of the faith of Islam. Unfortunately this question does arise in connection with the teachings of Qadianism. (P. 13)

"ایسا سوال، جسے بڑی بدعت کہہ لیجیے صِرف اس وَقت پیدا ہوتا ہے جب کسی مُفکّر یا مُصلح کی تعلیمات، اِسلام کی ایمانی سَرحدوں کو متاثر کرتی ہیں۔ بدقسمتی سے قادیانیت کی تعلیمات کے ضمن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔

خاتمہ کیسے ؟ :

پاک و ہند کے علماءِ کرام نے اِس فتنہ کا پُوری طرح محاسبہ کیا۔ پُوری جُرأت و قُوّت سے جگہ جگہ، گاؤں گاؤں قریہ قریہ پھیل کر اس فتنہ خبیثہ کے متعلق مسلمان قوم کو بتایا اور ۱۹۱۶ء میں اَمرتسر میں آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر کی تقریر کے دَوران کھڑے ہو کر سوال کیا گیا۔ سوال کرنے وَالی شخصیت امیرِ شریعت سیّد عطاءُ اللہ شاہ بخاریؒ کی تھی۔ مرزا بشیر تقریر اَدُھوری چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت امیرِ شریعتؒ نے وہیں تقریر کی اَور عوام کو مرزائیوں کے عزائم سے آگاہ کیا۔ رفتہ رفتہ تحریک جڑ پکڑتی چلی گئی۔ مجلسِ احرارِ اسلام نے پہلی بار قادیان میں اَپنے شعبۂ تبلیغ "تحریکِ تحفّظِ ختمِ نبوّت" کا دفتر قائم کیا۔ حضرت امیرِ شریعتؒ نے وہیں تقریر کی اَور عوام کو مرزائیوں کے عزائم سے آگاہ کیا۔ رفتہ رفتہ "تحریکِ تحفّظِ ختمِ نبوّت" آگے بڑھی۔ حضرت امیرِ شریعتؒ کے عِلاوہ جن اکابر نے اس نیک کام میں مُعاونت کی ان میں سے چند اسماءِ گرامی یہ ہیں۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت علّامہ محمد انور شاہ

کاشمیریؒ ، چوہدری افضل حقؒ ، مولانا حبیب الرحمٰنؒ ، مولانا مظہر علی اظہرؒ ، مولانا ظفر علی خانؒ ، مولانا محمد داؤد غزنویؒ ، مولانا گل شیر خانؒ ، مولانا احسن عثمانیؒ ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ ، مولانا عبدالقیوم پوپلزئیؒ ، ماسٹر تاج الدینؒ ، شیخ حسام الدینؒ ، مولانا مفتی کفایت اللہؒ ، مولانا احمد سعید دہلویؒ ، مولانا ابوالوفا شاہ جہان پوریؒ ، مولانا ابوالقاسمؒ ، مولانا لقاء اللہؒ ، مولانا قاضی احسان احمدؒ ، خواجہ عبدالرحیم عاجزؒ ، آغا شورش کاشمیریؒ ، علامہ عبدالرشید نسیمؒ ، مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ ، مولانا محمد حیات ، مولانا عنایت اللہ چشتی ، لعل حسین اختر ، مولانا عبدالکریم مباہلہ ، اور مولانا عبدالسلام ہزارویؒ کے علاوہ دیگر سینکڑوں علماء و فضلاء نے ناموسِ نبوّت کے تحفّظ کے لیے دن رات تبلیغی دورے کئے اور دُور دراز کے عوام النّاس کو قادیانیت کے زہرناک پروپیگنڈے کا شکار ہونے سے بچالیا ۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے ، آمین ("تحریکِ تحفّظِ ختمِ نبوّت جدّوجہدِ احرار کے پس منظر میں" ، مرتّبہ : سیّد کفیل بخاری)

مرزائیت کا پروپیگنڈا اتنا مؤثّر اور خوفناک تھا کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ مسلمان تک اس کا شکار ہونے لگے تھے کہ ان اکابر کی کوششوں سے انہیں جہنّم کا ایندھن بننے سے بچالیا گیا ۔ لگ بھگ ۱۹۳۰ء میں آنجہانی مرزا بشیر نے کشمیر کو مرزائی سٹیٹ بنانے کی خاطر ایک کشمیر کمیٹی تشکیل دی جس کا وہ خود صدر بنا اور علامہؒ کو اُس کا سیکرٹری بنایا اور یہ قادیانیوں کی بڑی گہری اور گھناؤنی سازش تھی ۔ حضرت علاّمہ محمد انور شاہ کاشمیریؒ ، حضرت امیرِ شریعتؒ ، چودھری افضل حقؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے اقبالؒ سے مسلسل ملاقاتیں کیں اور انہیں مرزائیت کے خطرناک عزائم سے آگاہ کیا ۔ ختمِ نبوۃ کے حسّاس اور نازک مضمون پر علمی گفتگو کے بعد بالآخر ڈاکٹر اقبالؒ نے کشمیر کمیٹی سے استعفٰی دیدیا اور اپنے نظریات سے توبہ کرکے انگریزی میں ایک مقالہ تحریر فرمایا ۔ جس نے مرزائیت کے باطل نظریات کا قلع قمع کرنے میں بڑا اہم کام سرانجام دیا ۔ کیونکہ پڑھا لکھا مسلمان آج کی طرح اُس وقت بھی علماء کے متشدّد رویّے پر ناک بھوں چڑھاتا تھا اور فتنۂ قادیانیت کو کوئی زیادہ اہمیت نہیں دیتا تھا مگر علاّمہ اقبالؒ نے اس طبقے کو مخاطب کرکے اِتنا مفصّل اور ایمان افروز مقالہ تحریر کیا کہ مرزائی جو ہندوستان بھر میں "تبلیغ" کے نام پر اودھم مچا رہے تھے ، دبک گئے اور یہ حضرت امیرِ شریعتؒ کی بہت بڑی کامیابی تھی (کیونکہ عام آدمی اپنے نظریات سے دُوسروں کو کم متاثّر کرسکتا ہے جبکہ پڑھا لکھا شخص زیادہ متاثّر کرتا ہے اور پھر پڑھا لکھا شخص علاّمہ اقبالؒ کا سا دانا ، بینا جو اپنی شاعری سے پہلے ہی ہندوستان کے مسلمانوں کو بہت متاثّر کر رہا تھا ۔ اس کا تعاون حاصل ہوجانا بلاشبہ ایک تاریخی کامیابی تھی ۔ حضرت امیرِ شریعتؒ نے حضرت اقبالؒ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے انفعالیت سے بچا کر اقبالؒ کے ساتھ ساتھ مسلمانانِ عالم پر بھی بہت بڑا احسان کیا) ۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تحریکِ تحفّظِ ختمِ نبوّت کے پروانوں کا سُرخ اور پوتر خون رنگ لایا

نہیں گیا۔ ان جیالوں نے اپنے خونِ حق سے شمعِ ختمِ نبوّت کو فروزاں رکھا۔ مملکتِ خداداد پاکستان میں سابق وزیرِ اعظم پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کو قومی اسمبلی سے باقاعدہ قانون پاس کرنے کے بعد "مرزائی، احمدی، قادیانی اور لاہوری" یعنی پوری جماعتِ احمدیہ کے افراد کو غیر مسلم اور کافر اقلیت قرار دینے کا شرفِ خاص حاصل ہوا۔ صرف یہی ایک کارنامہ اُن کی نجات کے لئے بہت کافی ہے۔ اقبالؒ نے فرمایا تھا:

> It is true that when a person declared to be holding heretical doctrines threatens the existing social order an independent Muslim state will certainly take action; but in such a case the action of the state will be determined more by political considerations than by purely religious ones. P. 9

"یہ صحیح ہے کہ جب کوئی شخص کفریہ عقائد رکھتے ہوئے پہلے سے موجودہ معاشرتی ترتیب کو دھمکی دیتا ہے تو ایک خود مختار مسلمان ریاست یقینی طور پر کاروائی کریگی مگر ایسی صورت میں ریاست کی کاروائی خالصتاً مذہبی انداز کی بجائے سیاسی لحاظ سے زیادہ مقصدی ہوگی۔"

خدائے بزرگ و برتر کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حکومت پاکستان نے ۱۹۸۴ء میں "اِمتناعِ قادیانیت آرڈیننس" نافذ کرکے ضابطۂ فوجداری میں ترمیم کردی گئی جس کے تحت اَب یہ جہنمی مخلوق قادیانی، اسلامی شعائر کسی بھی صورت میں ہرگز استعمال نہیں کرسکتے۔ وفاقی شرعی عدالت نے اپنے ایک فیصلے میں سارے ابہام ختم کردیئے۔ کیونکہ قبل ازیں اعلیٰ عدالتوں میں سیکولر ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے وکلاء صاحبان اور جج صاحبان ان مردودوں کو "NON MUSLIM - OR NOT MUSLIM" کی اصطلاح کا سہارا لے کر قانون کے شکنجے سے صاف بچائے جاتے تھے۔ وفاقی شرعی عدالت نے وہ الفاظ استعمال کئے کہ جن کے ادا کرنے کے "جرمِ عظیم" میں ۱۹۵۳ء میں مسلمان خاک و خون میں کھیلتے رہے:

"مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا، دھوکے باز، بے ایمان اور کافر تھا۔"

احرار جیالوں اور عام مسلمانوں کی ساٹھ سالہ طویل جدوجہد مسلسل کا ثمر یہ ہے کہ:

۱: مرزائی قانونی طور پر مستقل ساتویں کافر اقلیت میں شمار ہوئے۔

۲ : مرزائی اسلامی شعائر و اصطلاحات استعمال نہیں کرسکتے۔

(یعنی مسجد، اذان، کلمہ، نماز، رسول، صحابی، امیرالمؤمنین اور اُم المومنین جیسی مقدس اور پاکیزہ اسلامی اصطلاحات اپنی کافرانہ رسوم وغیرہ کے لئے استعمال نہیں کرسکتے۔)

فتنۂ قادیانیت کے مسلسل محاسبہ سے اب مرزا طاہر خوفزدہ ہوکر اپنے آقاؤں کے پاس بیٹھ کر زہر اگل رہا ہے اور ساری دنیا میں پروپیگنڈہ کر رہا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں پر ستم توڑے جارہے ہیں اور یہ کہ ان پر عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا ہے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ تمام الزامات جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ وہ علم تحفظِ ختمِ نبوت، جو حضرت امیرِ شریعتؒ نے لہرایا تھا وہ گرنے نہ پائے۔ پہلے سے زیادہ شدومد سے اس فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے پوری توانائیاں صرف کردیں اور عوام میں سیاسی بیداری پیدا کریں کیونکہ اس سیاسی بیداری کی وجہ سے ہی قادیانی اپنے ناپاک عزائم میں پوری طرح ناکام رہیں گے۔

آخر میں علامہ اقبالؒ کے مقالہ سے اقتباس پیش کرکے اپنی بات ختم کرتا ہوں، جو اسی سیاسی بیداری کے لئے فرماگئے ہیں:

It is equally obvious that the Qadianis, too, feel nervous by the political awakening of the Indian Muslims, because they feel that the rise in political prestige of the Indian Muslims is sure to defeat their designs to carve out from the *Ummat* of the Arabian Prophet a new *Ummat* for the Indian Prophet. (P. 3)

"یہ بالکل واضح ہے کہ قادیانی ہندی مسلمانوں کی سیاسی بیداری پر متوحش ہیں کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ہندی مسلمانوں کی سیاسی توقیر میں اضافہ سے عربی پیغمبر کی اُمت سے، ہندی پیغمبر کے لئے ایک نئی اُمت نکال لینے کے اُن کے عزائم کی شکست یقینی ہے۔"

لاہور میں نقیب ختم نبوت کے ایجنٹ

"مشرقی پبلی کیشنز" عزیز مارکیٹ اردو بازار جہاں نقیب ختم نبوت کے علاوہ دیگر دینی، ادبی اور تاریخی کتب بھی دستیاب ہیں۔

ایک وضاحت

سید عطاء المحسن بخاری

چہ دلاور است دزدے ....؟

قوموں کے عروج و زوال کے اسباب و عوامل جغرافیائی اور تاریخی اعتبار سے کچھ بھی ہوں مگر ایک بندۂ مومن کے نزدیک اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ جب بھی قوموں اور قوموں کے مذہبی، سیاسی اور سماجی وڈیروں نے الہامی دین اور انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلایا، ان کی اہانت کی، ان کی اپوزیشن کو مکمل تعاون کا یقین دلایا، اور انبیاء کے ساتھ منافقانہ روش اختیار کی تو قومیں صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ "ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انھوں نے اپنے آپ پر خود ظلم کیا"۔ گویا ظلم زوال، نکبت، ذلت اور ادبار کا بنیادی سبب ہے، ظلم عقائد میں ہو یا اعمال میں — حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ظالمانہ رویے قوموں کو ہلاکت کے غار میں دھکیل دیتے ہیں۔ گزشتہ دہائی اور موجودہ دہائی میں دینی حلقوں میں زوال نے ڈیرے جما لیے ہیں۔ خودسری، سرکشی نے حلقہ سازی اور گروہ بندی کو تقویت دی اور لوگوں نے اپنی اپنی خود ساختہ مذہبی تعبیروں کے ذریعہ عوام کو بھیڑوں کا گلہ سمجھ کر اپنی اپنی بھیڑیں بانٹ لیں اور "دیویوں کے جھرمٹ" میں راجہ اندر بن کے سج دھج سے بیٹھے ہیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ اپنی اس حالت پر قانع ہیں..... اس گروہ بندی و حلقہ سازی میں اس دہائی کے ایک بلوچ مولوی نے کمال کر دیا۔ اس نے اپنے سوا ساری اُمت کو مشرک کہنا شروع کر دیا، اس کی سرپرستی میں گجرات کے ایک بزرگ نے کمر کس لی اور پھر تو یہ ہی بھلی، ان کا حلقۂ ادارت توحید کے مسئلہ میں غیر مقلد بھائیوں سے بھی سبقت لے جانے کی فکر میں ہے۔ ان کے نزدیک ہر وہ آدمی مشرک ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو موت کے بعد قبر میں زندہ مانتا ہے اور وہ شخص بھی جو حضور علیہ السلام کے سماع بعد الموت کا قائل ہے اور مذکورہ بلوچ مولوی اور گجرات کے بزرگ نے تو یہاں تک زبان درازی کی کہ "وہاں موریاں ہیں جو آپ (صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم) درود سنتے ہیں"۔ قبر میں ان کا جسد اطہر پتھر کی مانند ہے اور روح کا جسم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ گجراتی بزرگ تو فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ لوئر کلاس (چھوٹے درجے کے) مشرک ہیں۔

ناطقہ سربگریباں ہے "انھیں" کیا کہیے

اس سلسلہ میں کالو والا ضلع ڈیرہ غازیخان کے ایک صاحب نے حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ کو بھی انھی گجراتی بزرگ کے زمرہ میں شمار کیا ہے۔ انھوں نے شاہ جی کی تقریروں کے اقتباسات دائیں بائیں سے چن کر تلبیس کر کے شائع کیے اور اس میں شاہ جی رحمۃ اللہ کو گجراتی بزرگ کے پیش رو مولانا غلام اللہ خاں مرحوم کا ہمنوا ثابت کرنے کی

بے جان وبے روح کوشش کی ہے۔ حقیقت اس کی کیا ہے۔ انھوں نے یہ جاننے کی ہرگز کوشش نہ کی۔ کیونکہ ان کا فکری وقلبی رجحان بھی اسی طرف تھا۔ اس لئے شاہ جی مرحوم کو بھی ملوث کر دیا .... حالانکہ ہم چار بھائی، ہماری والدہ ہمارا ہمشیرہ اپنے والد مرحوم کے عقائد، اعمال، عبادات، معاملات اور معاشرتی وسماجی رویوں کے شاہد، سامع اور وارث زندہ ہیں مگر   ع   چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

میں نے بیسیوں تبلیغی سفروں میں لوگوں کے اس سوال کو ٹال دیا کہ کالو والا کے جیلانی شیخ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کے وہ خود ذمہ دار ہیں۔ دنیا میں بھی اور عقبیٰ میں بھی انہی سے پوچھئے۔

لیکن اب ایک جھنگ کے بزرگ نے شیخ صاحب مذکور کی بزرگی کو حوالے کے طور پر پیش کیا اور ہمارے والد رحمۃ اللہ کے مسلک میں تضاد ثابت کرنے کی کوشش کی۔ بلوچ، شیخ، گجراتی وجھنگوی بزرگوں کا حلقہ ارادت ملاحظہ فرمائے۔ کہ حضرت والد صاحب رحمہ اللہ نے ۱۹۵۲ء میں مولانا اخلاق حسین قاسمی کا ایک مضمون مسئلہ حیوٰۃ النبی پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا وہ رسالہ بہت مقبول ہوا دو تین بار چھپا اور لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ بات آئی گئی ہوگئی پھر ۱۹۵۶ء میں گجرات کے بزرگ مدرسہ خیر المدارس کے جلسہ میں آئے تو انھوں نے اسی موضوع پر تو جو اظہار کرنا تھا کیا اور شخصیات کو بھی خوب لتاڑا۔

حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے آگے بڑھ کر مذکورہ گجراتی بزرگ کو مائیک سے کھینچ کر ہٹا دیا۔ پھر مولانا نے اس مسئلہ کی توضیح وتردید کے لئے مولانا محمد علی جالندھری مرحوم کو مامور کیا۔ خوب ہتھو کا فضیحت ہوئی ایک محفل میں اس بزرگ نے مولانا محمد علی مرحوم کو زناٹے دار تھپیڑ بھی رسید کر دیا .... کمالِ علم واستدلال سے محروم بزرگ نے .... دلیل کے طمانچہ کی بجائے بے دلیل بھاری بھر کم تھپیڑ سے مسئلہ سمجھانے کی "عالمانہ" کوشش کی۔

والد صاحب رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو جماعتی پروگرام بنا کر قریہ قریہ بستی بستی ڈونڈی پیٹنے کی زبردست مخالفت کی مگر.... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برزخی حیات کے روح سے جسمانی تعلق کی بنیاد پر قائل تھے۔ انھوں نے کبھی بھی اس بدتمیزی کی تائید نہیں کی کہ حضور علیہ السلام کا جسد اطہر قبر میں روح کے تعلق کے بغیر پڑا ہوا ہے۔ بلکہ وہ تو فرمایا کرتے تھے۔

" اے کاش میں بیمار نہ ہوتا تو پشاور سے کراچی کا ایک
دورہ ان کی موت کے لئے کافی ہوتا۔"

حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ کی اولاد کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء اپنی اپنی قبروں میں روح کے تعلق کے ساتھ زندہ ہیں۔ یہی برزخی حیات ہے جس کا کسی کو بھی ادراک نہیں ہے۔ انبیاء کی برزخی حیات کا ادراک کیونکر ہو سکتا ہے

جبکہ ان سے تیسرے درجے کے انسان شہداء کی برزخی حیات کا شعور و ادراک پوری کائنات میں کسی کو بھی حاصل نہیں۔ میں نے ہزاروں مرتبہ ان اتحاد حق پرستوں کو کہا ہے کہ برزخی حیات کا شعور تو بڑی دور کی بات ہے۔ آپ لوگ دنیا کی حیات کا شعور نہیں رکھتے اور اگر آپ کو شعور ہے تو بار بار لکھو اور سمجھاؤ کہ دنیا کی حیات کیسے ہے۔ اسباب حیات کیا ہیں؟ مطلق حیات کیا ہے؟ کیا حیات اسباب کے بغیر حاصل ہو سکتی ہے یا نہ؟ یا حیات صرف اسباب کے ماتحت ہے؟

اس کے علاوہ حیات کی کتنی قسمیں ہیں۔ دنیاوی حیات میں حیوانات، نباتات، جمادات شریک ہیں یا نہیں؟ اگر شریک نہیں تو ان سب کی الگ الگ حیات کیسی ہے۔ جمادات کی حیات کیا کہلاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایک طویل سلسلہ ہے حیاتیات کا۔ آج کل تو اکتشافات کی بھرمار ہے۔ کائنات کے سربستہ راز اللہ کی حکمت کے ماتحت انسان پر کھول رہا ہے اور نایافت کی بھنور سے نکل کر یافت اور شناسائی کے ساحل مراد پر اترنے والا ہے آپ بھی کچھ توجہ فرمائیں مگر ایک موت آسا سکوت ان پر طاری ہے۔ گزشتہ دنوں ایک صاحب جو اسی مسلک سے منسلک ہیں فرمانے لگے کہ حضور علیہ السلام تک درود کیسے پہنچتا ہے۔ وہاں تو چاروں طرف بہت موٹی موٹی دیواریں ہیں بلکہ نورالدین زنگی کے عہد کی سیسہ پلائی ہوئی دیواریں ہیں۔ میں نے ان صاحب سے عرض کیا کہ جب آپ کے بلا روح اور گھرانی بزرگ مرنے کے بعد بھی جھگڑوں میں چلنے پھرنے لگے تو انہیں لوہے یا دھاتوں کے کسی بڑے بکس میں بند کر دیں اگر تو فرشتہ ان کی روح قبض کرنے گیا تو مان لینا کہ درود قبر رسول میں پہنچ جاتا ہے اور اگر فرشتہ اس فولادی یا دھاتوں سے بنے ہوئے صندوق میں سے تمہارے بزرگوں کی روح نہ نکال سکا تو میں ہارا اور تم جیتے۔ پھر اس کی عقل میں بات آگئی پھر میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ

اللہ کو منوانے اور اس کی توحید کا ڈنکا بجانے کے لئے یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ انبیاء کی شخصیت سے متعلق سوقیانہ لب و لہجہ اختیار کیا جائے مگر یہ طبقہ جو ان گھرانی بزرگ کی "ولایت" میں رس لگا رہا ہے۔ اس قدر بدزبان ہے اور بدزبان بک رہا ہے کہ سننے والا کسی خطرناک اقدام کے لئے بے اختیار ہو جاتا ہے پھر ان کے ترکش زبان سے وہ وہ تیر چلا کرتے ہیں کہ،

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں

تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

بایں ہمہ ان سے ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ لوگ اپنا جو مسلک بھی چاہے اپنائے رکھیں مگر انبیاء کرام علیہ السلام خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات قدسیہ کے بارہ میں اپنا لب و لہجہ انسانوں جیسا رکھیں اور امت کو مشرک کہنا چھوڑ دیں ورنہ یہ ظلم آپ کو لے ڈوبے گا۔

ع مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے

پاکستان کا تشخص سیکولر ملک کی حیثیت سے ابھارا جا رہا ہے

مجلسِ احرارِ اسلام کے نائب صدر سید عطاء المؤمن بخاری سے انٹرویو

تکبیر TAKBEER
اشاعت [illegible] فروری ۱۹۹۶ء
جلد نمبر (۱۱) شمارہ (۲)

ملاقات: محمود احمد قریشی

سید عطاء المؤمن بخاری مجلسِ احرار کے مرکزی رہنما ہیں۔ تحفظِ ختمِ نبوت کے لئے ان کی جدوجہد روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ علمی قابلیت، قومی اور بین الاقوامی مسائل پر ان کا نقطۂ نظر ہمیشہ سے واضح رہا ہے۔ راقم کو یہ شرف حاصل ہے کہ جب بھی شاہ جی تشریف لاتے ہیں، شرفِ نیاز بخشتے ہیں۔ اس مرتبہ انہیں یہ شکایت تھی کہ اخبارات موجودہ حالات میں ہمارا نقطۂ نظر شائع نہیں کر رہے۔ اُن کی اس بات سے ہمیں اختلاف تھا۔ ہمارا نقطۂ نظر یہ تھا کہ "تکبیر" نے ہمیشہ کلمۂ حق کہنے میں کسی سے رُو رعایت نہیں کی۔ چنانچہ آپ کی گفتگو بھی بفضل تعالیٰ اشاعت کے مرحلے سے گزرے گی اور آپ کا موقف من و عن شائع ہوگا۔ "احرار ہاؤس" خان پور میں ان سے جو مختصر ملاقات ہوئی آئیے آپ بھی اس میں شریک ہو جائیے۔ اس موقع پر احرار کے مرکزی عہدیداران مولانا عبدالحق بدر، مبیر احرار حافظ محمد اکبر اور عبدالقادر ڈاہر بھی موجود تھے۔

س:۔ موجودہ حالات اور تشکیلِ حکومت پر آپ کا نقطۂ نظر کیا ہے؟

ج:۔ ملک میں انتخابات ہوئے اور انتخابات کے بعد جو کچھ ہوا ہے اسے آپ مغربی نظام تو کہہ سکتے ہیں، جمہوریت بھی کسی حد تک کہہ لیجئے لیکن دینی نقطۂ نگاہ سے اسلامی تشخص ختم ہو چکا ہے۔ بے نظیر بھٹو کو وزیر اعظم نامزد کرنے سے پاکستان کا تشخص ایک سیکولر ملک کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اسے کسی طرح کی تاویل کے ذریعے بھی، جمہوریت یا عوام کا فیصلہ کہا جائے، مگر یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کی سنگین خلاف ورزی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے احکامات سے کھلی بغاوت ہے۔ بے نظیر بھٹو کے وزیرِ اعظم بننے کے بعد پاکستان، اسلامی نعرے یعنی "پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الٰہ الا اللہ" والا پاکستان نہیں رہا، کیونکہ جب آپ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کہیں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس پاکستان میں اللہ تعالیٰ کے احکامات اور سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رائج ہے اور اگر رائج نہیں تو اس کی خلاف ورزی بھی نہیں ہے لیکن اسلامی احکامات کی اس طرح سے خلاف ورزی سے مملکتِ پاکستان کا اسلامی تشخص ختم ہو کر رہ گیا ہے اور

اسلامی جماعتوں کے
اختلافات کے سبب پاکستان
کا اسلامی تشخص
ختم ہوتا جا رہا ہے۔

اس کی بنیادی وجہ اسلامی قوتوں کی آپس میں محاذ آرائی ہے جو جماعتیں اسلامی کہلاتی ہیں، ان کے آپس میں ٹکراؤ اور

انتشار نے قوم و ملک کو یہ دن دکھلایا ہے کہ جو ملک اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آیا تھا۔ اس میں کھلے عام اللہ کے دین سے بغاوت ہو رہی ہے۔ پیپلز پارٹی کا پورا پروگرام اور منشور کھلے طور پر سیکولر ہے۔ اس لئے اب ان سے یہ توقع عبث ہے کہ وہ دینِ اسلام کے لئے کچھ کریں۔ ماضی شاہد ہے کہ پیپلز پارٹی کی ہوسِ اقتدار کی وجہ سے ملک دولخت ہوا اور مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنوایا گیا۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ پیپلز پارٹی کے اقتدار سے کسی بھی اچھی صورتِ حال کی توقع نہیں ہو سکتی۔ اب آپ دیکھ لیں ہزاروں قاتلوں، غنڈوں اور بدمعاشوں کو سیاسی قیدی کا رنگ دے کر رہا کر دیا گیا۔ یہی لوگ ماضی میں پاکستان کو نقصان پہنچانے کے درپے تھے یہ لوگ قتل، تخریب کاری، بینک ڈکیتی جیسے سنگین مقدمات میں ملوث تھے، انہیں سیاسی قیدی کہنا عجیب بات ہے جس سے پیپلز پارٹی کے عزائم کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ بے نظیر بھٹو یہ سب کچھ اپنے بھائی مرتضیٰ بھٹو کو پاکستان لانے کے لئے کر رہی ہیں تاکہ اسے پارٹی کا چیئرمین بنایا جائے۔ مرتضیٰ بھٹو طیارہ ہائی جیکنگ کے مقدمہ میں سزا یافتہ ہے اور اس کی وجہ سے طارق رحیم کا قتل ہوا۔ بدنامِ زمانہ دہشت گرد تنظیم الذوالفقار کے ممبران رہا ہو چکے ہیں۔ حالات بجا طور پر یہ کہہ رہے ہیں آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ بے نظیر بھٹو کے افہام و تفہیم کے بیانات بس چند روزہ ہیں اور جیسے ہی انہوں نے استحکام پکڑا افہام و تفہیم و رواداری کے تمام دعوے دھرے رہ جائیں گے۔

س: تو آپ کے خیال میں دینی جماعتوں کو کیا کرنا چاہیئے؟

ج: ہمارے خیال میں یہ بات ہے کہ دینی جماعتیں … کی تبلیغ کرتا … اردو میں تبلیغ شروع کر دیں۔ علماء فروعی … دیکھا جائے تو بریلوی اور دیوبندی … کوئی اختلاف نہیں۔

اس کے علاوہ … اپنے … کی وجہ سے امت مسلمہ میں تفرقہ کیوں ڈالا جائے۔ دنیا کے تمام مسائل

… دین میں موجود ہے۔ اسلام میں … ہے۔ لیکن ہم نے دیکھا ہے کہ مساجد میں خطیب، اور مولوی ابھی تک فروعی اختلاف میں اس شدت سے ملوث ہیں، کہ عوام کو ان سے محبت نہیں رہی۔ دوسری بات یہ ہے کہ علمائے دین نے جو کہ اصل میں غریب اور متوسط طبقہ کی نمائندگی کرتے ہیں معاشی اور سیاسی امور پر گفتگو کرنا چھوڑ دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لادینی عناصر چاہتے ہیں کہ علماء کی اس غفلت کے پیشِ نظر اب علماء کو دعا، امامت اور نمازِ جنازہ تک محدود کر دیا جائے۔ اگر دینی جماعتوں نے اس طرف توجہ نہ دی تو پھر عالم کا مقام بچے کے کان میں اذان دینے اور مردے نہلانے تک محدود ہو جائے گا۔

س: ایک بات یہ کہی جاتی ہے کہ پیپلز پارٹی کے اقتدار سنبھالنے کے بعد قادیانیوں کی سرگرمیاں تیز ہو گئی ہیں؟

ج: یہ بات واقعی درست ہے۔ مرزائیوں کی سرگرمیاں ۲۹ مئی کے بعد اچانک تیز ہو گئی تھیں۔ اور "مباہلہ" کا نام نہاد چیلنج دے کر ان مسائل کو اٹھایا جا رہا تھا جو کہ بہت پہلے ختم ہو چکے تھے۔ آپ مرزا طاہر کی ۱۲ اگست کی تقریر دیکھیں جس میں اس نے واضح الفاظ میں کہا کہ میں جنرل ضیاء الحق کو یہ اطلاع دے رہا ہوں کہ اس پر بہت بھیانک عذاب آنے والا ہے اور ۱۷ اگست کو ضیاء الحق شہید کی شہادت کا سانحہ رونما ہوا۔ پیپلز پارٹی کی موجودہ کامیابی باقاعدہ ایک پلاننگ کے تحت ہے۔ اس میں قادیانیوں کا مکمل تعاون انہیں حاصل رہا ہے۔ نسیم احمد سابق سکریٹری اطلاعات ۲۵ یا ۲۶ اکتوبر کو پاکستان آئے اور باقاعدہ پیپلز پارٹی کی امداد کی۔ پیپلز پارٹی کے برسرِ اقتدار آتے ہی ان کی سرگرمیاں خطرناک حد تک بڑھ گئی ہیں۔ روزنامہ الفضل کی اشاعت، سالانہ جلسہ کرانے کا اعلان اور مبلغین کی … وغیرہ اس بات کی نشاندہی ہے کہ وہ پیپلز پارٹی کے اقتدار کو اپنے لئے … سمجھتے ہیں۔ … پیپلز پارٹی … کو یاد رکھنا چاہیئے کہ آئین کی دفعات ۲۹۸ … کے تحت قادیانیوں کو اپنے مذہب کو اسلام سے تعبیر کرنے اور تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں ہے

اور گزشتہ چار [illegible] سال سے جلسے کرنے کی بھی اجازت
نہیں ہے۔ یہ بات حکومت کے علم میں ہونی چاہیئے کہ ضیا دشمنی
میں ہر [illegible] بات [illegible] خلاف [illegible] کرنا تحفظات کرنا ٹھیک
نہیں [illegible] تو نماز بھی پڑھتے تھے کیا پیپلز پارٹی

ضیا دشمنی میں نماز پر پابندی عائد کرے گی؟ حکومت کو
اس نازک مسئلہ کا احساس نہیں ہے۔ ختم نبوت کے مسئلہ پر
مسلمان بڑا نازک احساس رکھتے ہیں۔ اب مارشل لا کے
تحت بند سیاسی قیدیوں کو چھوڑا گیا ہے ان میں وہ
قادیانی بھی شامل ہیں جنہوں نے سکھر میں خطیب مسجد کو
شہید کیا تھا۔ کسی جمہوری ملک میں یہ روایت نہیں کہ قیدیوں
کو جنہیں خطرناک جرائم میں سزا ملی ہو کوئی حکومت اس طرح رہا
کر دے۔ بے نظیر بھٹو کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ یہ
پاکستان کی حکومت انہیں ایک بیرونی طاقت کی اخلاقی،
امداد سے ملی ہے۔ انہوں نے پاکستان فتح نہیں کیا کہ اس طرح
کے بلا جواز اقدامات شروع کر دیئے ہیں۔ یہ سستی شہرت حاصل
کرنے اور افراتفری پھیلانے کا ایک ذریعہ ثابت ہو
سکتا ہے۔ کوئی تعمیری کردار اس میں پوشیدہ نہیں۔ یہ اقدامات
پیپلز پارٹی کے فاشسٹ ہونے کے آئینہ دار ہیں، مفاہمت
اور رواداری کا نقاب بھی جلد اترنے والا ہے۔

س: ان حالات میں اپوزیشن کا کیا کردار ہونا چاہیئے؟

ج: دیکھیے ہم مخالفت برائے مخالفت کے قائل نہیں،
اگر کوئی اچھا کام پیپلز پارٹی کرتی ہے تو اس کی حمایت کرنی
چاہیئے۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ صرف ضیا دشمنی میں جمہوریت کا نام
لے کر جو کچھ ہو رہا ہے، وہ ٹھیک نہیں ہے۔ ضیاء الحق شہید
ایک صاحب ایمان اور صاحب کردار شخص تھے۔ ان کی
مشکل یہ تھی کہ وہ اپنے مزاج کے تنہا شخص تھے مختلف
وجوہات کے تحت کسی نے بھی ان کی امداد نہ کی۔ فوج، سول
بیوروکریسی ان کے خیالات کے سخت خلاف تھی۔ اور ان
کا ۱۷ اگست کے بعد کا رویہ اس بات کا شاہد ہے۔ پہلے
جی ایم سید علاقائیت کی بات کرتا تھا۔ اب ملک کی
وزیراعظم علاقائیت کو ہوا دے رہی ہے۔ وزیراعلیٰ سندھ
کو جی ایم سید کہنا پنجاب کے خلاف ہوا دینا ہے۔ ان حالات
میں دینی قوتوں کو مل بیٹھنا چاہیئے۔ عوام میں ان کی بہت
بڑی اکثریت ہے۔ اور دینی قوتوں کے متحد نہ ہونے کی وجہ
سے ووٹ بٹ گئے ہیں، چنانچہ دینی قوتوں کو ابھی سے
مل بیٹھ کر مضبوط بلاک بنانا چاہیئے تاکہ ایوان کے اندر
موجود اپوزیشن کو عوام میں ایک مضبوط سہارا مل جائے اور
یہ عہد کر لینا چاہیئے کہ منزل پر پہنچے بغیر چین سے نہ بیٹھیں گے۔

س: سندھ میں پیپلز پارٹی اور قوم پرستوں کی حیرت انگیز
کامیابی کی وجوہات کیا ہیں؟

ج: انتخابات کے بعد سندھ میں ہم نے وجوہات
جاننے کے لیے دورہ کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سندھ
میں اسلامی قوتوں نے کام نہیں کیا اور دوسری بڑی وجہ یہ
ہے کہ سندھ میں بھٹو کی پھانسی کا شدید ردعمل ہے، جیسے
سندھی پنجابی کا رنگ دے کر ووٹ حاصل کیئے گئے
پیپلز پارٹی کا دعویٰ تو یہ ہے کہ اس نے بڑے امیدواروں کا
مقابلہ کیا ہے حالانکہ اس نے جی ایم سید کے بیٹے کے مقابلے
میں امیدوار کھڑا نہیں کیا۔ جہاں تک حمیدہ کھوڑو اور بیگم
بھٹو کے مقابلے کی بات ہے تو یہ خاندانی جھگڑا ہے۔ ایوب
کھوڑو اور سر شاہنواز کی عرصہ سے خاندانی جنگ چلی آرہی
ہے اور پھر عین وقت پر جی ایم سید کے امیدوار بیٹھ گئے۔
اس طرح پیپلز پارٹی "کامیابی" تک پہنچی۔ اب دیکھیں
کہ کالا باغ ڈیم کے متعلق بے نظیر بھٹو کے بیانات کیسے ہیں
سب سے پہلے غیر ارادی طور پر جیل سے قیدی چھوڑے گئے ان میں
اکثر قاتل، رہزن اور ہائی جیکر ہیں۔ جہاں تک پنجاب کا
مسئلہ ہے تو اس کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے ہمیشہ لسانیت
اور علاقائیت کی نفی کی ہے، لیکن وزیراعظم نے تحقیقات کا
پہلا حکم بھی پنجاب کے لیے دیا ہے۔ اس طرح یہ بات صاف
ہے کہ حالات کو ایک خاص رنگ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

آخر میں میری ایک اپیل [illegible] تمام طور پر دینی جماعتوں کے
کارکنوں [illegible] سمجھنا ہوگا کہ اب بھی موقع ہے کہ مل بیٹھ
کر ایک پالیسی بنائیں۔ مل کر چلیں۔ اس میں پاکستان کی
عظمت، بقاء اور نفاذ اسلام کا راستہ ہے۔ ورنہ
"تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں" ••

تحریر: زیڈ اے سلہری
ترجمہ: ابو سفیان

صدر ضیاء کا قاتل کون؟

سی ۔ ۱۳۰ طیارے کے حادثے نے صدر ضیاء اور ملٹری کے کئی رفقاء کے ساتھ ساتھ ایک امریکی سفیر کی بھی جان لے لی۔ حادثے کی رپورٹ سے یہ بات صاف طور پر واضح ہو گئی ہے کہ طیارے کی تباہی کسی فنی خرابی کے باعث نہیں ہوئی تھی۔ بایں صورت جو معمہ حل طلب رہ جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مملکت کے صدر کو منظر سے ہٹانے کے لئے یہ سفاکانہ منصوبہ کس نے تیار کیا۔ اس مکروہ جرم کے پس پشت کارفرما محرک کی نوعیت ذاتی تو کسی صورت نہیں تھی۔ مقصد بہرطور کوئی ایسا عظیم منصوبہ رہا ہے جس سے پاکستان کے معاملات میں انقلاب انگیز نتائج اور اس کے بالواسطہ اثرات حاصل کئے جا سکیں۔ ملک کو اسلامی قدروں کی بنیاد پر چلانے کی کوشش کے علاوہ مرحوم صدر مسئلہ افغانستان میں پوری طرح محو و مستغرق ہو گئے تھے۔ روس کے ہاتھوں تاراج اس ملک کی آزادی کے لئے وہ آٹھ سال سے زائد عرصہ سے لڑ رہے تھے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی جدوجہد کامیاب اور ان کی سعی کارگر ثابت ہو رہی تھی۔ انجام کار اپنی شکست تسلیم کرتے ہوئے گورباچوف نے پندرہ مئی کے بعد ایک سال کے اندر اندر یکطرفہ طور پر فوجوں کی واپسی کا اعلان کر دیا۔ روسی راہنما نے صرف ایک شرط عائد کی تھی اور وہ یہ کہ جنیوا سمجھوتے پر ۱۴ مارچ تک دستخط ہو جانے چاہئیں۔

شہید ضیاء الحق کی زندگی میں یہ ایک بہترین لمحہ تھا لیکن اس میں ایک پہلو ناخوشگواری کا بھی تھا۔ ۱۹۸۵ء کی قومی اسمبلی کے آغاز سے ملک کا انتظام وزیر اعظم جونیجو کو منتقل ہو چکا تھا اور انہوں نے اپنے اختیارات کے تحت وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان کو اپنے فرائض سے سبکدوش کر دیا تھا۔ اس لئے ضیاء الحق کے پاس ایسے معاملات میں جن پر ان کے احساسات کافی شدید تھے۔ گورنمنٹ کو صرف مشورہ دینے کے علاوہ کوئی چارہ باقی نہ رہا تھا۔ ایک بات جسے وہ شدت سے محسوس کرتے رہے یہ تھی کہ جنیوا معاہدے پر دستخطوں میں عجلت سے کام نہ لیا جائے۔ یہ بات میرے ذاتی علم میں ہے اور میں اسے حقیقت کے طور پر جانتا ہوں کہ ضیاء کی سوچی سمجھی رائے تو یہ تھی کہ چونکہ روسی دستوں کی واپسی کا پورا امکان و احتمال ہو گیا ہے اس لئے جونیجو حکومت

کو چاہیئے کہ وہ اپنے دوسرے ہدف یعنی کابل میں عبوری حکومت کے قیام پر اصرار کرے جس میں مجاہدین کو مرکزی حکومت حاصل ہوگی اور اس حکومت کے خدوخال بھی اسلامی ہوں گے۔ مرحوم صدر کے نزدیک اصل مقصد فوجوں کی واپسی کا نہیں تھا۔ یہ واپسی تو بہرصورت عمل میں آنا تھی۔ اصل مقصد عبوری حکومت کا قیام تھا۔ لیکن اس نکتے پر انہیں ہزیمت اٹھانا پڑی۔ جنیوا میں جونیجو کے نمائندے زین نورانی نے ۱۴ مارچ کو معاہدے پر دستخط نہ کرکے ایک بے سود سی کوشش بھی کی جس کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ جب تک امریکہ اور روس کے درمیان تعلق کا معاملہ طے نہ پا جائے۔ وہ بات چیت کو آگے نہیں بڑھائیں گے لیکن انجام کار انہیں بھی سر تسلیم خم کرنا پڑا اور کابل میں عبوری حکومت کے مقصد کو حاصل کئے بغیر ہی دستخط کر دیئے۔ ضیاء اس پر بہت جزبز ہوئے کیونکہ یہی تو وہ عقدہ تھا جو جہاد افغانستان کے لئے سرفہرست تھا اور حل طلب تھا۔

ایک طرف ضیاء الحق تھے اور دوسری طرف روس اور امریکہ! ان کے درمیان تصادم اس وقت واضح ہو کر سامنے آنے لگا۔ جب ہر طرف یہ تسلیم کر لیا گیا کہ سرزمین افغانستان پر روس اپنے قیام کو مزید طول نہیں دے سکتا۔ یہی وقت تھا۔ دانقریبا وسط ۱۹۸۰ء کہ اس بڑھتی ہوئی مفاہمت کے پس منظر میں امریکہ اور روس نے یہ سمجھوتہ کر لیا کہ چونکہ روس افغانستان سے جانے کے لئے تیار ہے۔ اس لئے امریکہ کو چاہیئے کہ وہ کابل میں اسلامی ریاست کے قیام کا ذریعہ نہ بنے امریکہ نے روس کی اس دلیل کا فوری طور پر مثبت جواب دیا کہ واشنگٹن بھی اسلامی ریاست کے قیام کو ناپسند کرتا ہے کہ ایران میں اس کا سابقہ اسلام سے پڑ چکا ہے یہی وہ سمجھوتہ تھا۔ جو ۱۹۸۸ء میں جنیوا مذاکرات کے ازسرنو آغاز تک قائم رہا۔ تاہم شہید ضیاء الحق کا یہ یقین کامل تھا کہ اس نازک لمحہ میں اگر پاکستان عبوری حکومت کی تشکیل کے لئے قدم جما لیتا تو اس کا حصول ممکن تھا۔ اس یقین کی بنیاد اُن کا یہ علم بھی تھا کہ اپنے وسیع تر اور طویل المدت مفادات کی خاطر ماسکو واشنگٹن کو خوش کرنے اور اس کے دل میں جگہ پیدا کرنے کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہے۔ مرحوم صدر کو یہی شکوہ تھا کہ جونیجو حکومت اس ضمن میں پوری طرح سے بوجھ برداشت نہ کر سکی اور امریکہ کو اس بات پر راضی کرنے میں ناکام رہی کہ وہ روس پر زور دے کر کابل میں عبوری حکومت کے قیام کو ممکن بنائے۔ ضیاء کے نظریہ کے مطابق یہ بصیرت اور حوصلے کی کمی تھی۔ جس کے سبب حصول مقصد میں ناکامی رہی۔

اس وقت سے عبوری حکومت کا مسئلہ معلق چلا آ رہا ہے اور قیام امن میں رکاوٹ ثابت ہو رہا ہے۔ جبکہ سود بستہ روس اسے "یوم فیصل" کہنے کے لئے ہر وقت آمادہ ہے۔ قومی اسمبلی کی برطرفی اور نتیجتاً جونیجو حکومت کے خاتمے کا اصل مقصد افغان مجاہدین کے لئے عبوری حکومت کے حصول کی کوششوں کو حیات نو بخشنا تھا۔ کیونکہ مسئلہ افغانستان کے حل پر

مرحوم صدر کے ماتحت پاکستان ہی سب سے بڑی حقیقت تھا۔ اس لئے پاکستان نے ایسا طرز عمل اپنایا گویا واشنگٹن سے بھی اس کے قریبی تعلقات ہیں اور ماسکو سے بھی تعلقات بہتر بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ایک بات ضیاء نے واضح کر دی تھی اور وہ یہ کہ مسئلہ افغانستان سے بھارت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی لئے ضیاء نے دہلی کی اس دعوت کو کہ اس مسئلہ پر گاندھی سے مباحثہ کیا جائے یکسر مسترد کر دیا۔ اس طرح وہ سہ مکھی لڑائی میں پھنس کر رہ گئے (یعنی افغانستان، امریکہ، روس اور بھارت) انتہا پسند تھے اور اسلامی سلطنت کے قیام کی توقع کے خلاف صف آرا بھی تھے۔ جس کے لئے افغان مجاہدین اور ضیاء الحق شہید قدم آگے بڑھاتے رہے۔ مقاصد عظیم ہوں تو رکاوٹیں بھی بڑی آتی ہیں اور خطرات بھی بڑے آسکتے ہیں۔

طیارہ سی ۔ ۱۳۰ کی تباہی کے تقریباً چار ماہ بعد پیش منظر میں ایک محسوس تبدیلی رونما ہوئی ہے۔ سارک کانفرنس میں نہ صرف یہ کہ خیالات اور منصوبوں کا محرمانہ انداز میں تبادلہ ہوا ہے۔ بلکہ تین معاہدوں پر دستخط بھی ہوئے ہیں۔ مسز اندرا گاندھی کو جس نے ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان پر حملہ کیا تھا اور شیخ مجیب الرحمان کو جس نے علیحدگی کی تحریک کو پروان چڑھایا، خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ جبکہ صدر حسین ارشاد خاموش بیٹھے رہے۔ اس ضمن میں جو بات اہمیت کی حامل ہے۔ وہ یہ ہے کہ افغانستان کا ذکر سارک برادری کے متوقع رکن کی حیثیت سے کیا گیا۔ سوویت روس کے وزیر خارجہ وارنسٹوف نے اسلام آباد کا دورہ کیا تاکہ ظاہر شاہ کے لئے حمایت حاصل کر سکیں یوں کہہ لیجئے کہ افغانستان کے مستقبل کا فیصلہ پہلے سے ہو چکا ہے اور یہ ایک ایسی علاقائی تنظیم کے ہاتھوں میں آچکا ہے۔ جس کے تار بھارت کے ہاتھ میں ہیں۔ بایں صورت کابل میں وسیع البنیاد حکومت کی تشکیل و تعمیر میں سے دہلی کو کیسے خارج کیا جا سکتا ہے۔ طور پر جب ماسکو اور واشنگٹن سے بھارت نے طے کر لیا ہے کہ صرف نیم مذہبی (بنیاد پرست قطعاً نہیں) حکومت قائم کی جائے۔ جس پر گاندھی کا اعتراض ریکارڈ پر موجود ہے کہ لبرل اور لادینی حکومت قائم کی جائے۔ تکلیف دہ بات تو یہ ہے کہ ضیاء الحق کے انداز فکر کے بالکل برعکس پاکستان بھی اس سہ فریقی گٹھ جوڑ کے پس پشت کھڑا نظر آتا ہے حزب اسلامی کے راہنما حکمت یار گلبدین نے حکومت پاکستان کے رویے اور انداز میں اس ہلکی سی جنبش کو بھی فوراً محسوس کر لیا ہے۔

یہ بات تو عیاں ہے کہ کابل میں عبوری حکومت کے خدوخال کے بارے میں روس، امریکہ اور بھارت آپس میں ایک ہی نقطہ پر متفق ہیں۔ جبکہ شہید ضیاء الحق کے تحت پاکستان بالکل مخالف سمت میں کھڑا تھا۔ جب فیصلہ کا لمحہ قریب آن پہنچا تو نظریات کا یہ تضاد کھلے تصادم کی صورت میں رونما ہوا۔ ملاپ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔ ایک فریق (یعنی کمزور فریق) کو تہ دام آنا پڑا تاکہ معاملات کو حتمی طور پر انجام کو پہنچایا جا سکے۔ اب ہر شخص یہ

دیکھ سکتا ہے کہ معاملات کا فیصلہ سپر پاورز کی بصیرت کے مطابق بلا روک ٹوک کیا جا رہا ہے جنیوا معاہدے کے برعکس کابل کی نئی حکومت کو سوویٹ بازی کا حربہ بنایا جا رہا ہے۔ جب تک یہ حکومت روس، امریکہ، بھارت کے تصور میں عمل نہیں جاتی۔ روسی فوجوں کا انخلاء نہیں ہو گا۔ المیہ تو یہ ہے کہ پاکستان اور اسلامی خطوں کے بنیادی مفادات کو ذاتی انتقام کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے اور یہی سبب ہے کہ وارنسٹوف اور مجاہدین کے درمیان ہونے والی گفت و شنید بند ہو کر رہ گئی ہے۔

مرسلہ: محمد افضل خان
تاجپوالہ/شجاع آباد

صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کی نظر میں

صحابہ جس مقدس جماعت کا نام ہے وہ امت کے عام افراد کی طرح نہیں ہیں بلکہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی حیثیت سے ایک خاص مقام و مرتبہ کے مالک ہیں اور عام امت سے امتیاز رکھتے ہیں۔ انہیں یہ امتیاز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے عطا ہوا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے مقام صحابہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اَلسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝	اور جو مہاجرین اور انصار ایمان لانے میں سب سے سابق اور مقدم ہیں اور بقیہ امت میں جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں۔ اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان سب کے لئے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اس آیت میں صحابہ کرام کے دو طبقے بیان کئے گئے ہیں ایک سابقین اولین کا اور دوسرا بعد میں آنے والوں کا اور دونوں طبقوں کے متعلق یہ اعلان کر دیا گیا ہے کہ اللہ ان سے راضی ہے۔ وہ اللہ سے راضی ہیں ان سب کے لئے جنت کا مقام ہے۔ (بقیہ ص۲۳)

آغا غیاث الرحمن انجم

زبان میری ہے بات ان کی

- "میں نے کب کہا ہے کہ گولی کھا کر ہی اپوزیشن کی قیادت چھوڑوں گا۔" (غلام حیدر وائیں)

یہ کام تو نان کباب کھا کر بھی کیا جا سکتا ہے۔

- "سابق صوبائی وزیر کی بیٹی پیپلز پارٹی میں شامل ہو گئیں۔" (ایک خبر)

بڑی سمجھ دار بیٹی معلوم ہوتی ہیں۔

- لاہور میں پانچ جماعتوں کے سربراہوں کا اہم اجلاس (ایک خبر)

گلشن کا خدا حافظ

- "سالانہ ڈیڑھ ارب روپے کی بجلی چوری کی جاتی ہے۔" (بجلی کے وفاقی وزیر)

گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔

- "مستحکم حکومت کے لئے دس بار الیکشن کرانے پڑیں تو کرانے چاہئیں۔" (غوث بخش بزنجو)

آخر کرکٹ میچ بھی تو بار بار ہوتے ہیں۔

- "لائبریریوں کا جال بچھانے کے لئے ناشر حکومت سے تعاون کریں۔" (پنجاب کے وزیر تعلیم)

براہ کرم! صرف لائبریریاں بنائیں۔ جال نہ بچھائیں۔

- "چمچہ گیری نہیں چلے گی۔" (بے نظیر بھٹو کی گڑھی خدا بخش آمد پر عوام کے نعرے)

اب کڑچھا گیری چلے گی۔

- "جنرل ضیاء نے ہمیں زندگی میں اتنا تنگ نہیں کیا جتنا مرنے کے بعد کر رہے ہیں۔"

(پروفیسر این ڈی خان۔ پیپلز پارٹی)

اسی پر تھا گماں حسرتؔ تجھے ترکِ محبت کا

تجھے تو اب وہ پہلے سے بھی بڑھ کر یاد آتے ہیں

- "پیپلز پارٹی کے اقتدار سے لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آسودگی آگئی ہے۔" (پروفیسر این ڈی خان پیپلز پارٹی)

بہت اچھا کیا۔ جو لوگوں کی غلط فہمی دور کر دی۔

- "قحبہ خانے، منشیات اور جوئے کے اڈے پولیس کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔" (ایک سرسری سروے)

تو پھر کیا اڈے جواریوں کی سرپرستی میں چلنے چاہئیں؟

- "ہم کسی سودے بازی پر یقین نہیں رکھتے۔" (شاہ احمد نورانی)

کیونکہ عام انتخابات میں ہمارے سودے کا جو حشر ہوا ہے، اس کی وجہ سے ہمارا یقین ہی ختم ہو گیا ہے۔

- "اسلام آباد میں ایک پولیس افسر نے ایک نوجوان عورت کو اغوا کر لیا۔ اور گھر سے سامان بھی اُٹھا لیا۔" (ایک خبر)

؎ سُونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہنا چوروں کی رکھوالی ہے

- "پنجاب میں رہنے والے مہاجر بوریا بستر گول رکھیں" (پنجابی پختون اتحاد کے غلام سرور اعوان)

انڈیا سے بوریا بستر گول کیا ـــــ کشمیر سے کیا ـــــ بنگلہ دیش سے کیا۔ اب آپ بھی کہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ بوریا بستر کہیں لگانے بھی دیں گے، یا گول ہی کراتے رہیں گے؟

- "تمہاری گردن پر تلوار چلانے کا عمل شروع ہو گیا ہے۔" (پنجابی پختون اتحاد کے غلام سرور اعوان)

تلوار نہیں ـــــ تیر کہیئے۔

- "یہ اچانک مہنگائی کیسے ہو گئی؟" (ایک سوال)

عوامی دورِ حکومت کی برکت سے۔

- "یہاں کافی عرصہ سے کھدائی ہوئی ہے۔ لیکن تاحال سڑک تعمیر نہیں کی جا رہی۔" (چوک برف خانہ لاہور کے لوگوں کا احتجاج)

احتجاج کی ضرورت نہیں۔ آئندہ الیکشن کے موقع پر یہ سڑک ضرور تعمیر ہو جائے گی۔

- "بیوروکریسی حکومت سے مکمل تعاون کرے۔" (وزیراعظم پاکستان)

ورنہ حکومت خود اس سے تعاون کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔

- "ہم جا رہے ہیں۔" (روسی فوج کے جنرل سٹاف میجر جنرل ولادن کوکولوف)

خدا کے لئے پھر نہ آنا۔

- "فضائی کمپنیوں کے کرایوں میں اضافہ۔" (ایک عنوان)

نئے سال کا تحفہ ہے۔

- رکن قومی اسمبلی بیگم عابدہ حسین نے مقامی ریس کلب میں گھڑ دوڑ کا نظارہ کیا۔ (لاہور کی ایک خبر)

غریب قوم کے نمائندوں کے لئے یہ غریب پرور تفریح ہی مناسب ہے۔

- "جہیز نہ لینے والے لڑکوں کی شادی میں شرکت کروں گا۔" (الطاف حسین مہاجر قومی موومنٹ)

لڑکوں کو کنوارہ ہی رکھنے کا ارادہ ہے کیا؟

- "پیپلز پارٹی کے ارکانِ پنجاب اسمبلی وزیروں سے کوئی کام نہیں کروائیں گے۔" (قائد حزبِ اختلاف پنجاب اسمبلی)

یہ اپنے کام اوپر سے کروا لیا کریں گے۔

- "صدر ضیاء الحق اور اُن کے ساتھیوں کی حادثاتی موت پر دُعائے مغفرت کی تحریک پر حزبِ اقتدار نے زور نہیں دیا۔" (پنجاب اسمبلی کی ایک خبر)

؎ کون ہمارے درد کو سمجھا کس نے غم میں ساتھ دیا
کہنے کو تو ساتھ ہمارے تم کیا ایک زمانہ تھا

- "واسا کا جعلی انسپکٹر ظاہر کر کے رشوت طلب کرنے والا گرفتار۔" (ایک خبر)

بہت اچھا ہوا۔ کیونکہ جعلی انسپکٹر کو رشوت لینے کا کوئی حق نہیں۔

- "اسلامی اتحاد ٹوٹنے کی افواہوں پر دھیان نہ دیں۔" (میاں نواز شریف)

اس کے ٹوٹنے کی اطلاع ہم خود آپ کو دیں گے۔

- وزیراعظم پاکستان کی ٹیلیفون پر گفتگو کے دوران لائن میں خلل۔ (ایک خبر)

کوئی بات نہیں۔ رفتہ رفتہ وزیراعظم اس خلل کی عادی ہو جائیں گی۔

- "ظلم بیوروکریسی کرتی ہے، بدنام پنجاب ہو جاتا ہے۔" (الطاف حسین مہاجر قومی موومنٹ)

اور فائدہ آپ اٹھا جاتے ہیں۔

- "جوانی میں سب رک رک کر دیکھتے تھے۔ مگر بڑھاپے میں کوئی نہیں پوچھتا۔" (انتقال سے پہلے اچھا پہلوان کا انٹرویو)

ع مے گلرنگ تھا سادہ پانی بھی

ہائے کیا چیز تھی جوانی بھی

- "اگر ہم نے اسلامی نظام کے نفاذ کا تہیہ کر لیا ہے تو اسے پورا کریں گے۔" (وزیراعلیٰ پنجاب)

خواہ ہمیں پوری زندگی وزیر رہنا پڑے۔

- مضبوط فوج اور مرکز میں مضبوط سیاسی جماعت ملکی بقا کے لئے ضروری ہے۔ (جسٹس ریٹائرڈ شوکت علی)

آپ کے قیمتی اور زریں مشورے بھی بہت ضروری ہیں۔

- "کشمیریوں کو بھارت کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے۔" (نیاز۔ اے۔ نائک)

اس کام کے لئے بھارت کے بیس کروڑ مسلمان کافی ہیں۔

- "دھاندلیوں کے ثبوت اکٹھے کر لئے ہیں، اب خاموش نہیں رہوں گا۔" (ملک قاسم)

بولو۔ بولو۔ بڑا سنہری موقع ہے۔

- "اسلامی اتحاد پیپلز پارٹی کی یکطرفہ گاڑی نہیں چلنے دے گا۔" (محمد خان جونیجو)

آپ راستہ صاف رکھیں۔ پیپلز پارٹی اپنی گاڑی دوطرفہ چلانے کو تیار ہے۔

- "وفاقی وزراء کا لب و لہجہ مناسب نہیں ہے۔" (غلام حیدر وائیں)

براہ کرم آپ یہ فرمائیں کہ وزرائے کرام کی کونسی چیز مناسب ہے؟

- واپڈا ضائع شدہ گیسوں سے بجلی پیدا کرے گا۔ (ایک خبر)

"تاکہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ میں اضافہ کیا جا سکے۔

- کسی تقریب میں جائیں، لوگوں کی آوازیں کم اور چھری کانٹوں کی آوازیں زیادہ آتی ہیں۔
(وفاقی وزیر داخلہ کا اسلام آباد کے متعلق تاثر)

آنریبل وزیر توجہ سے سنیں تو چھری کانٹوں کی نسبت چمچوں کی آوازیں زیادہ آئیں گی۔

- انتخابی نتائج پر حیرت نہیں، کیونکہ عابد زاہد کا ووٹ ایک ہے اور ڈاکو لٹیرے کا بھی۔ (پیر صاحب پگارو)

ع اُن سے تو قتلِ عاشقاں سے منع کرتے تھے

اب پھر رہے ہو یوسف بے کارواں ہوکر

- اصل میں لوگوں نے ہمارے منشور کا مطالعہ نہیں کیا ورنہ انتخابی نتائج مختلف ہوتے! (بیگم مہناز رفیع آف تحریک استقلال)

واجاں ماریاں بلیا کئی واروے تے کسے نے میری گل نہ سنی . . . . گل نہ سنی

درست محمد چوہان
مدرسہ مولویاں رحیم یارخان

ایک ورق ——— اپنی تاریخ سے

گرمی کا موسم، فصل کا موقع اور بڑی بات یہ کہ خشک سالی! لیکن یہ ایسے مخلص اہل اسلام تھے کہ حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ ابرو پر ہر قربانی کے لئے تیار تھے یہ وہ موقع تھا جب جناب رسالت مآب صؐ کو اطلاع ہوئی کہ رومی فوجیں ایک بہت بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ مدینۃ النبی کا رُخ کر رہی ہیں۔ مرسلِ برحقؐ باطل قوتوں سے خائف ہو جاتے .... یہ ممکن نہ تھا باوجودیکہ اسلام نے اب پورے عرب پر غلبہ پا لیا تھا اور دین اسلام کے سربکف اور تیغ بدست مجاہدین امن، سلامتی اور آسودگی کے اس عرصہ میں تربیت نبوی کے نُور سے ایک "تمدن آفرین، خلاق آئین جہاں داری" عرب معاشرہ کی تخلیق و تشکیل میں منہمک تھے کہ یکایک کوساطبل جنگ بج اٹھا اور شمشیر و سنان کی جھنکاریں مدینہ کے طول و عرض میں گونج گئیں۔ حضور نے عام چندے کی اپیل کی تو جان طلبی کے ساتھ زر طلبی بھی طالبان دین کو گراں نہ گزری۔ ہر ایک نے اپنی مقدرت سے بڑھ کر مال اسباب نذر کیا۔ حضرت ابوعقیلؓ کی جیب ایک پائی کی متحمل نہ تھی۔ اس لئے رات بھر سقائی کرتے رہے۔ معاوضہ میں چار سیر چھوہارے ملے۔ دو سیر بچوں کے لئے چھوڑے اور دو سیر خدمتِ نبویؐ میں لائے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے جی کھول کر امداد کی۔ حضرت عمرؓ نے گھر کا نصف مال آقا و مولاؐ کی بارگاہ میں حاضر کر دیا۔ معاً ابوبکرؓ آپہنچے۔ صادقؐ نے صدیقؓ سے فرمایا۔ کہو ابوبکرؓ اہل و عیال کے لئے کیا چھوڑ آئے؟ عرض کیا گیا کہ ؏ صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس!

جب صدقات کا انبار لگ گیا سالارِ عربؐ کو ابوعقیلؓ کی شانِ فیاضی کا خیال آیا اور ارشاد ہوا کہ میرے غریب صحابی کے چھوہارے سب صدقات پر پھیلا دیئے جائیں گے .... یقیناً ابوعقیلؓ قربانی میں سب سے بڑھ گئے تھے مسلمانوں کے ایثار و قربانی اور جوش و سرمستی کا مظاہرہ ہی کچھ ایسا تھا کہ دشمن کے ولولے سرد ہو گئے اور عساکر اسلام شام سے گزر کر مقام تبوک تک جا پہنچیں تو اطراف و جوانب کے غیر مسلم قبیلے جزیہ دے کر امن کے طالب ہو گئے! آج کہنے کو ... غزوۂ تبوک ہماری تاریخ و سیرت کی کتب کا سادہ سا ورق ہے۔ مگر یہی ورق ہماری نام نہاد مسلمانی کے لئے کس قدر شفاف آئینہ ہے؟

ضرورتِ نبوّت

چنانچہ حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ فرماتے ہیں :-

" اور یہ بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرۃ مقدسہ میں داخل ہے کہ وہ تہذیب نفس اور ملت کی سیاست کے سوا دوسرے امور میں مشغول نہ ہوں۔ مثلاً وہ ان امور سے کوئی تعرض نہیں کرتے کہ عالم اور فضاء میں جو حوادث واقع ہوتے ہیں ان کے اسباب کیا ہیں؟ جیسے کہ بارش، سورج گرہن، ہالہ، ژالہ باری، نباتات اور حیوانات کے عجائبات، شمس و قمر کی رفتار، روزانہ کے حوادث و واقعات کے اسباب وغیرہ اور وہ ملوک و سلاطین اور حکومتوں اور مملکتوں کے قصّوں اور حالات وغیرہ سے بھی کوئی تعرض نہیں کرتے۔ اگر ان امور کا کبھی ذکر بھی کرتے ہیں تو صرف اس قدر جس سے ان لوگوں کے کان پہلے ہی سے آشنا ہوتے ہیں اور ان کی عقلیں ان سے مانوس ہوتی ہیں اور وہ بھی صرف تذکیر بنعمۃ اللہ اور تذکیر بایام اللہ یعنی خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی یاددہانی اور تاریخی واقعات سے نصیحت و عبرت حاصل کرنے کی غرض سے۔ اور پھر بھی محض استطراداً اور متبعاً اور اجمالی طور کہ جس کا کوئی مضائقہ بھی نہیں اور پھر وہ بھی استعارات اور مجازات کی شکل ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے اسباب کی بابت سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سوال سے اعراض فرماتے ہوئے جواب میں مہینوں کے فوائد بیان فرما دیئے۔ چنانچہ فرمایا :- یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۖ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ (اے پیغمبر! یہ لوگ تم سے نئے چاندوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ وہ لوگوں کے لیے اور حج کے لیے اوقات کی شناخت کے آلہ ہیں"

(حجۃ اللہ البالغہ مبحث ۶ باب ۲)

نبی اور رسول میں فرق

نبوت کے دوسرے پہلوؤں پر بحث کرنے سے

قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نبی اور رسول کے درمیان فرق کو واضح کر دیا جائے ۔ اس سے ایک تو آئندہ صفحات کی بحث زیادہ اچھے طریقے سے ذہن نشین ہو گی اور دوسرے کئی ایک شکوک بھی حل ہو جائیں گے ۔ جو نبی اور رسول کی بحث میں اکثر و بیشتر پیش آتے ہیں ۔

دنیائے اسلام کے مشہور محقق شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے نبی اور رسول کے درمیان فرق کو اپنی کتاب "النبوات" میں وضاحت سے بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ ہمارے الفاظ میں یہ ہے :-

"جو اللہ کی طرف سے صرف امور غیبیہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا ہو، ان کو پند و نصائح کرتا ہو اور حق تعالیٰ کی جانب سے اس کو "وحی" آتی ہو وہ "نبی" کہلاتا ہے ۔ لیکن ان اوصاف کے ساتھ ساتھ جو کفار اور نافرمان قوم کی تبلیغ پر بھی مامور کیا جائے وہ "رسول" ہو گا

(النبوات صفحہ ۱۷۲ تا ۱۷۴)

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ "نبی" وہ ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ نہ لے کر آئے اور رسول وہ ہوتا ہے جو شریعت جدیدہ لے کر آئے ۔

(المسامرہ صفحہ ۸۲-۸۳)

لیکن ان سب تعریفوں پر کئی اشکال وارد ہوتے ہیں کیونکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :

ولیس من شرط الرسول ان یاتی بشریعۃ جدیدۃ فان یوسف کان رسولا وکان علی ملۃ ابراھیم وداؤد وسلیمان کانا رسولین وکانا علی شریعۃ التوراۃ

رسول کے لئے یہ کوئی شرط نہیں کہ وہ شریعت جدیدہ لے کر آئے کیونکہ سیدنا یوسف علیہ السلام رسول تھے حالانکہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے تھے بلکہ وہ ملت اور شریعت ابراہیمی پر تھے اور سیدنا داؤد اور سیدنا سلیمان علیہم السلام بھی رسول تھے حالانکہ وہ تورات کی شریعت پر تھے ۔"

(النبوت ص ۱۷۳)

نبی اور رسول کے فرق پر اہل علم کی طرف سے جو اشکالات وارد ہوتے ہیں ان سب اشکالات کا جواب دیتے ہوئے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے "نبی" اور "رسول" کی ایک ایسی جامع اور مانع تعریف کر دی ہے جس سے سب اشکالات خود بخود حل

ہو جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں !۔

" رسول اور نبی کی تعریف میں اقوال متعدد ہیں۔ تتبع آیات مختلفہ سے جو بات احقر کے نزدیک محقق ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ ان دونوں کے مفہوم میں عموم و خصوص من وجہ ہے رسول وہ ہے جو مخاطبین کو شریعت جدیدہ پہنچاوے، خواہ وہ شریعت اس رسول کے اعتبار سے جدیدہ ہو جیسے تورات وغیرہ یا صرف مرسل الیہم کے اعتبار سے جدید ہو جیسے اسماعیل علیہ السلام کی شریعت کہ وہی شریعت ابراھیمیہ تھی لیکن قوم کو اس کا علم حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی سے حاصل ہوا۔ اور خواہ وہ رسول نبی ہو یا نبی نہ ہو۔ جیسے ملائکہ کہ ان پر رسول کا اطلاق کیا گیا ہے اور وہ انبیاء نہیں ہیں یا جیسے انبیاء کے فرستادے اصحاب جیسا سورہ یٰسین میں ہے۔ اذ جاءھا المرسلون۔ اور نبی وہ ہے جو صاحب وحی ہو خواہ شریعت جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعت قدیمہ کی جیسے اکثر انبیاء بنی اسرائیل کہ شریعت موسویہ کی تبلیغ کرتے تھے۔ پس من وجہ وہ عام اور من وجہ یہ عام ہے پس جن آیتوں میں دونوں مجتمع ہیں ان میں تو کوئی اشکال نہیں کہ عام وخاص کا جمع ہونا صحیح ہے اور جس موقعہ پر دونوں میں تقابل ہوا ہے جیسے: وَمَا اَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَّلَا نَبِيٍّ: الخ چونکہ عام وخاص مقابل ہوتے نہیں اس لئے وہاں نبی کو عام نہ کریں گے بلکہ خاص کریں گے مبلغ شریعت سابقہ کے ساتھ پس معنی یہ ہوں گے۔ ما ارسلنا من قبلک من صاحب شرع جدید و صاحب شرع غیر جدید الخ لیکن چونکہ اب "لفظ رسول سے صاحب نبوت ہوتا ہے۔ اس لئے غیر نبی پر اطلاق اس کا بوجہ الہام کے درست نہیں۔"

(بیان القرآن جلد ۷ صلا)

نبی چونکہ دنیا کو اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم الشان اور بڑی نافعوں والی خبریں دیتا ہے لہٰذا وہ نبی ہے اور خبریں اپنی طرف سے تو نہیں دے رہا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی کی دی ہوئی خبریں ہیں دوسرے لفظوں میں وہ پیغام دراصل اللہ جل شانہ کا ہے اور نبی اس پیغام کو دنیا میں لانے والا ہوتا ہے لہٰذا وہ اس لحاظ سے رسول بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن حکیم میں مختلف انبیاء کو کبھی لفظ رسول سے پکارا گیا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ اور کبھی لفظ نبی سے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا۔ اور کبھی رسول اور نبی دونوں سے جیسے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ ۚ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ

الوَعْدِ وَكَانَ رَسُولاً نَبِيًّا گویا دوسرے لفظوں میں رسول اور نبی کا صحیح مقام سمجھنے کیلئے خود نبی اور رسول کے الفاظ سے زیادہ صحیح لفظ اور کوئی نہیں ہے۔ ان الفاظ سے محبت و عظمت کے وہ تمام تقاضے بھی پورے ہو جاتے ہیں جو ایک کامل سے کامل انسان کے لئے فطرت انسانی میں موجزن ہوتے ہیں اور عبد و معبود کی وہ ساری حدود بھی محفوظ رہتی ہیں جو کفر و ایمان کے درمیان خط فاصل ہو سکتی ہیں۔

نبی کی خصوصیات

جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی بنایا جاتا ہے اس میں چند خصوصیات رکھی جاتی ہیں جو اس کو دوسرے تمام انسانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔ نبی محنت اور ریاضت سے نہیں بنتے بلکہ نبوت ایک وہبی چیز ہے۔ اللہ کی دین ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ لیکن جس کو نبوت ملتی ہے وہ پھر اس قدر عبادت کرتا ہے کہ اس کے پاؤں بھی رکوع و قیام میں متورم ہو جاتے ہیں اور قرآن کو اس کے متعلق کہنا پڑتا ہے کہ "اے پیغمبر! یہ قرآن ہم نے تجھ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ تو تکلیف اُٹھائے" روزے رکھنے پر آتا ہے تو متواتر کئی کئی روز تک وصال کے روزے رکھتا ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ اعلان نبوت سے قبل وہ ایک زمانہ عبادت و مراقبہ میں بسر کرتا ہے۔

(بقیہ از ص ۲۴)

سابقین اولین کون لوگ ہیں اس پر بحث کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں۔

"جمہور علماء کے نزدیک سابقین اولین میں وہ صحابہؓ داخل ہیں۔ جنہوں نے قبل الفتح اپنی جان و مال کے ذریعے جہاد کیا اور اس صفت سے تمام اہل بیعت رضوان متصف ہیں جن کی تعداد چودہ سو (۱۴۰۰) سے اوپر ہے۔ بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ سابقین اولین وہ لوگ ہیں جنھوں نے دونوں قبلہ کی جانب نماز ادا کی مگر یہ قول ضعیف ہے[۱]"

اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت جہاد کرنے والے صحابہؓ سابقین اولین میں داخل ہیں اور صحیح بخاری میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔"

(بقیہ ص ۳۸)

۱: منہاج السنۃ ج ۱ ص ۱۵۴ مطبوعہ مکہ مکرمہ

مولانا عبد الحق چوہان

تلخ و شیریں

قسط ۔۵

صحیح بخاری میں اس مصالحت کی تفصیل اور حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کے سفراء کے نام کی تصریح کے ساتھ یہ واقعہ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

عن ابی موسی قال سمعت الحسن [البصری] یقول. استقبل واللہ الحسن بن علی علیٰ معاویۃ بکتائب کامثال الجبال۔ فقال عمرو بن العاص انی اریٰ کتائب لا تولی حتیٰ تقتل اقرانھا۔ فقال لہ معاویۃ۔ کان واللہ خیر الرجلین ای عمر ان قتل ھٰؤلاء۔ ھٰؤلاء۔ وھٰؤلاء۔ ھٰؤلاء۔ من لی باموراالناس من لی بنسائھم۔ من لی بضیعتھم۔ فبعث الیہ رجلین من بنی عبد الشمس عبد الرحمٰن بن سمرہ وعبد اللہ بن عامر بن کریز فقال اذھبا الیٰ

حضرۃ حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں خدا کی قسم حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ پر حضرۃ حسن بن علی رضی اللہ عنہما پہاڑوں جیسے لشکر لے آئے۔ تو حضرۃ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسے لشکر دیکھ رہا ہوں جو اپنے جیسے آدمیوں کو قتل کئے بغیر واپس نہ ہوں گے تو حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا [خدا کی قسم امیر معاویہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے بہتر تھے] اے عمرو اگر یہ آدمی ان سے لڑے اور وہ ان سے لڑے تو میں لوگوں کے معاملات کا کیا کروں گا۔ ان کی عورتوں کا کیا بنے گا اور ان کے مال و متاع کی حفاظت میں کس سے کراؤں گا۔ پھر آپ نے دو آدمی بنو عبد شمس میں سے عبد الرحمٰن بن سمرہ اور عبد اللہ بن عامر بن کریز کو۔ حضرۃ حسن رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا۔ اور

هذا الرجل فاعرضا
عليه وقولا له واطلبا اليه
فاتياه ودخلا عليه فتكلما
وقالا له وطلبا اليه فقال
لهم الحسن بن علي انا بنو
عبد المطلب قد اصبنا
هذا المال وان هذه
الامة قد عاثت في دمائها
قالا فانه يعرض عليك
كذا وكذا۔ ويطلب اليك
ويسئلك۔ قال فمن لي
بهذا، قالا نحن لك به
فما سئلهما شيئًا۔ الا
قالا نحن لك به فصالحه
قال الحسن [البصري] ولقد سمعت
ابا بكرة يقول رأيت رسول الله
صلى الله عليه وسلم على المنبر
والحسن بن علي الى جنبه
وهو يقبل على الناس مرة
وعليه اخرى۔ ويقول ان ابني
هذا سيد لعل الله ان يصلح
به بين فئتين عظيمتين
من المسلمين۔

فرمایا ان صاحب کے پاس جاؤ مسئلہ
پیش کر کر سمجھاؤ۔ اور اپنے مطالبات
ان کے سامنے رکھو۔ چنانچہ یہ دونوں
صاحب تشریف لائے ملاقات کی
گفتگو کی پیغام پہنچایا اور مطالبہ پیش کیا
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا
عبدالمطلب کی اولاد کو تو مال مل گیا اور
باقی امت خون میں لتھڑ گئی۔ [مطلب یہ
تھا کہ جن لوگوں کے آدمی شہید ہو چکے ہیں
ان کو بھی مال دے کر خوش کرنا ضروری
ہے اور اس کے لئے بہت سے مال کی
ضرورۃ ہے۔ صرف میری اپنی ذات ہی
کا معاملہ نہیں ہے] ان دونوں حضرات
نے کہا ان کی طرف سے یہ پیشکش ہے
ایسا ایسا مطالبہ ہے اور اس قسم کی فرمائش
ہے۔ آپ نے فرمایا ان باتوں کا ضامن کون
ہوگا۔ دونوں نے کہا ہم اس کے ضامن ہیں
غرض یہ کہ جو مطالبہ بھی آپ نے پیش کیا۔
انہوں نے یہی جواب دیا ہم اس کے ذمہ دار
ہیں۔ اس پر آپ نے صلح کر لی۔ حضرۃ حسن
بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے
سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے
سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

[صحیح بخاری جلد ۱
کتاب الصلح]

وسلم کو منبر پر دیکھا۔ سید نا حسن رضی اللہ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ کبھی آپ مجمع کی طرف دیکھتے اور کبھی ان کی طرف۔ اور فرماتے: میرا یہ بیٹا سردار ہے عنقریب اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔

ان بیان کردہ حقائق کی روشنی میں یہ بات بالکل ہی واضح ہو جاتی ہے کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافۃ کی بنیاد غاصبانہ تسلط و تغلب پر نہیں۔ بلکہ ان کی خلافۃ کی مدار سید نا حسن رضی اللہ عنہ کے جذبہ مصالحۃ اور عوام کی رضامندی پر ہے۔ لہذا مودودی کا یہ کہنا کہ

حضرۃ معاویہ عوام کی رضامندی کے بغیر حکومۃ پر قابض ہو گئے

بالکل ہی غلط اور ایک بدیہی حقیقۃ کا انکار ہے۔ اور آپ کی خلافۃ بھی خلافۃ راشدہ میں شمار ہوتی ہے کیونکہ جب حضرۃ حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں تو ان کی دست برداری کے بعد ان کی بیعۃ کرنے کی وجہ سے جو شخص سریر خلافۃ پر تمکن پذیر ہو گا وہ بھی خلیفہ راشد ہو گا۔ اور پھر یہ کہ بنص قرآن مجید صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین صفۃ راشدہ سے متصف ہیں تو اس اعتبار سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کی خلافۃ۔ خلافۃ راشدہ ہو گی۔ اسی حقیقت کے پیش نظر محقق مؤرخین نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافۃ کو خلافۃ راشدہ میں شمار کیا ہے۔ صاحب "اتمام الوفاء فی سیرۃ الخلفاء" علامہ محمد الخضری بک فرماتے ہیں کہ! ۔

وکنت أود ان اجعل خاتمة الکتاب خلافة امیر المومنین معاویة بن ابی سفیان۔ و لکن منعنی من ذالك ما منع العلامة عبد الرحمن بن خلدون حیث قال فی

مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اپنی کتاب کا خاتمہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافۃ کے ذکر سے کروں۔ لیکن مجھے اس عمل سے اس چیز نے روکا ہے جس نے علامہ عبد الرحمن بن خلدون رحمۃ اللہ علیہ کو اس عمل سے روکا تھا۔ کیونکہ وہ اپنی

خاتمة الجزء الثانی من تاریخه وقد کان ینبغی ان نلحق دولة معاویة واخباره بدولة الخلفاء واخبارهم فهو تالیهم فی الفضل والعدالة والصحبة ولا ینظر فی ذالك الی حدیث "الخلافة بعدی ثلاثون سنة" فانه لم یصح والحق ان معاویة فی عداد الخلفاء

[اتمام الوفاء ص۲۵۲]

تاریخ کے حصہ دوم کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ "لائق یہی تھا کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافۃ اور ان کے حالات کو خلفائے راشدین کے ساتھ ہی لاحق کیا۔

کیونکہ وہ بھی فضیلۃ، عدالۃ، اور شرف صحبۃ میں خلفاء راشدین کے ساتھ ملحق اور ان کے تابع ہیں۔ اور اس حدیث کی طرف نہ دیکھا جائے کہ جس میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد خلافۃ تیس سال تک ہوگی۔ کیونکہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور حق یہ ہے کہ حضرۃ معاویہ رضی اللہ عنہ خلفاء راشدین میں شمار ہوتے ہیں۔"

حضرۃ حسن رضی اللہ عنہ کے اس اقدام مصالحۃ پر سبائیوں کی سازشی تحریک ناکام ہوگئی انہوں نے بنی اس ناکامی کے جذبۂ انتقام کی تسکین کے لئے نقیب صلح وامن سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کر دیا اور ان کا اثاثۂ بیت لوٹ کر لے گئے۔

صاحب مروج الذہب ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی المعتزلی الشیعی المتوفی ۳۴۶ھ لکھتا ہے

وقد کان اهل الکوفة انتهبوا سرادق الحسن ورحله۔ وطعنوا بالخنجر فی جوفه۔

[مروج الذهب ص۴۳۱ ج۲]

کوفہ کے سبائیوں نے حضرۃ حسن رضی اللہ عنہ کا خیمہ اور آپ کا ٹھکانہ لوٹ لیا اور آپ کے پیٹ میں خنجر مار دیا۔

اور مسلمانوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اس اقدام پر مسرت و ابتہاج کا اظہار کیا اور اس سال کو "عام الجماعۃ" کے نام سے موسوم کیا اور مودودی صاحب بغض معاویہؓ میں اس طرح مبتلیٰ ہیں کہ انہوں نے خلافت و ملوکیت میں اس حقیقت کا اظہار کچھ اس انداز سے کیا ہے جیسے کوئی شخص زہر کا پیالہ با دل نخواستہ پی لے۔ چنانچہ وہ رقمطراز ہیں کہ:

اسی لئے امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری [ربیع الاول ۴۱ھ]
کے بعد تمام صحابہ و تابعین اور صلحائے امت نے ان کی بیعت پر اتفاق کیا
اور اس کو "عام الجماعۃ" اس بناء پر قرار دیا کہ کم از کم باہمی خانہ جنگی تو ختم ہوئی
[خلافت و ملوکیت صـ ۱۵۸]

(باقی آئندہ)

****

(بقیہ از صـ ۳۳)
اس سے ثابت ہوا کہ تمام سابقین اولین دوامی طور پر جنتی ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ جب اس کے علم میں یہ بات آگئی کہ اللہ نے بعض بندوں کو دوامی طور پر جنتی فرمایا ہے تو اب ان کے حق میں جتنے بھی اعتراضات ہیں سب ساقط ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا ہے فلاں بندہ سے فلاں وقت میں نیکی یا گناہ صادر ہوگا۔ اس کے باوجود جب باری تعالیٰ یہ اطلاع دیتا ہے کہ میں نے اسے جنتی بنا دیا تو اسی کے ضمن میں اس بات کا اشارہ ہوگیا کہ اس کی تمام لغزشیں معاف ہوگئیں۔ لہٰذا اب کسی شخص کا ان مغفور بندوں کے حق میں لعن طعن کرنا باری تعالیٰ پر اعتراض کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس لئے کہ ان پر اعتراض کرنے والا گویا یہ کہہ رہا ہے کہ یہ بندہ تو گنہگار ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو کیسے جنتی بنا دیا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کفر ہے۔" فضائل صحابہ و اہل بیت صـ ۲۰۶

دفتر احرار چیچاوطنی میں ٹیلیفون کی تنصیب

دارالعلوم ختم نبوت اور دفتر مجلس احرار اسلام جامع مسجد چیچاوطنی میں ٹیلی فون نصب ہوگیا ہے جس کا نمبر ۱۲ ۲۱ ہے۔ احرار کے سیکرٹری اطلاعات و نشریات عبداللطیف خالد چیمہ سے دن کے وقت حسب سابق فون ۲۹۵۳ اور رات کے وقت فون نمبر ۱۲ ۲۱ پر رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے

(کوڈ نمبر چیچاوطنی ۰۴۴۵) منتظم دفتر احرار۔ چیچاوطنی

چمن چمن اُجالا

کاروانِ احرار — منزل بہ منزل

رحیم یار خان
نمائندہ خصوصی

دیوِ استبداد کی جمہوری قبا

- احرار کارکنوں اور دینی نمائندوں کا فرض
- موجودہ سیاسی حالات میں قومی اور ملکی مفادات کے تقاضے

قائد تحریک ختم نبوت ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کا ضلع رحیم یار خان کا انقلابی دورہ

گزشتہ ماہ قائد تحریک ختم نبوت ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے ضلع رحیم یار خان میں ہفتہ بھر کے تبلیغی دورہ میں چاہ رانجھے والا، قیصر چوہان، بستی مولویاں، بستی نوحانیاں، بدلی شریف، بستی میرک اور صادق آباد میں احرار کارکنوں اور شہریوں کے مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔ آپ کے خطبات کی تلخیص ہدیہ قارئین ہے

(ادارہ)

آج کل فیشن بن چکا ہے کہ لوگ اپنے بونے قد کو لمبا تڑنگا قد کاٹھ بنانے کے لئے حکمرانوں کی مخالفت ضروری اور بنیادی وسیلہ سمجھتے ہیں' چونکہ غرض بہت ہی مذموم اور مکروہ ہے اس لئے اس کے نتائج بھی مذموم و مکروہ نکلتے ہیں۔ فساد، فتنہ، مار کٹائی، قتل و غارت گری اور نفرتوں کا ہیبت ناک تنور دلوں میں دھڑک رہا ہے۔ لوگوں نے بن جمہوریت زادوں سے سیکھا۔ اسے یاد کیا اور اب آموختہ سنا رہے ہیں' جسے سننے کی جمہوری وڈیروں میں ہمت رسکت نہیں ہے۔ اسی جمہوری للکوگوئی کی ریس میں بعض لوگوں نے دینی مسائل میں بھی یہی سوقیانہ لب و لہجہ اپنا لیا ہے۔ اور وہ یہاں تک دریدہ دہن ہو گئے ہیں کہ امت کے دینی اسلاف حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی گفتگو کرتے ہوئے اس قدر بدتمیز ہو جاتے ہیں کہ آدمی غضبناک ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ان جمہوری جانوروں کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ وہ کہہ رہے ہوتے ہیں' اسے تحمل سے سنا بھی جائے

اور اس سلسلۂ جرح و قدح کو جاری بھی رہنے دیا جائے کہ اب جمہوری دور ہے اور یہ تنقید ان کا جمہوری حق ہے حالانکہ ایسی گفتگو تو کافروں سے سننا بھی قبول نہیں کرتے چہ جائیکہ خود مسلمان اسالیب و لہجہ اختیار کریں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارا کچھ جمہوری مزاج کی پیداوار ہے اور جمہوری مزاج یہ ہے کہ جو کچھ عوام کرنا چاہیں انہیں کرنے دیا جائے، جو کچھ عوام پسند کریں اسے مستند سمجھا جائے، جس عمل، جس انداز اور جس لب و لہجہ کے ذریعہ وہ ماحول کی تبدیلی چاہیں، وہ قانون کے طور پر مان لیا جائے، اسے روکا نہ جائے، اور جو رد کرے اس کے بارے میں کہا جائے کہ عوام نے اسے ''دھتکار'' دیا ہے —— اور اگر یہی رویہ عوامی منشور ہے تو کیا اسلام میں بھی یہی رویہ معتبر ہے؟ ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث اور تاریخ و سیرت میں یہ رویہ کہیں بھی اور کسی دور میں بھی اعتبار حاصل نہ کر سکا۔ جمہوری مزاج اور دینی مزاج میں یہی بنیادی فرق ہے کہ دین اپنے ماننے والوں سے تبدیلی مزاج کا مطالبہ کرتا ہے اور بے چون و چرا اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ اور جمہوریت اپنے ماننے والوں کے مزاج کے ماتحت خود تبدیل ہوتی ہے اور عوام کی اطاعت کرتی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام کے اخلاق سماجی رویے، گھریلو آداب، معیشتی زندگی، اعمال، عبادات، معاملات، حتیٰ کہ عقیدہ بھی بگڑتے چلے جاتے ہیں، ٹھہراؤ اور اٹکاؤ نام کو نہیں ملتا۔ دینی مزاج اور اطاعت سے محروم عوام اور جنگل کے حیوانوں میں معمولی سا فرق ہے کہ وہ بھی اپنی خواہشات کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے مگر خود کو آزاد سمجھتا ہے اور جمہوری حیوان بھی تکمیل خواہشات کے نت نئے بدلتے موسموں میں پابندی کو آزادی سمجھتا ہے اور نام نہاد دانشور جو دینی اطاعت کو پابندی اور بلائے جان سمجھتا ہے۔ جمہوریت کو قانون زندگی اور نظام ریاست کے طور پر قبول کرنے کا میابی و کامرانی کا ناقوس بجاتا ہے، حالانکہ کامیابی نام ہے صنعتی و زراعتی ترقی کا، معیشی و معاشرتی خوشحالی کا، اخلاقی تہذیبی رویوں کے ارتقاء کا، عبادات، معاملات اور اعتقادات میں رسوخ کا، انسانی خدمت اور انسانی ہمدردی کا ——

کامیابی تو یہ ہے کہ تمام انسانی سماج کو برابری اور برادری کے رشتۂ شرافت میں پرو دیا جائے۔ اور یہ دینی مزاج کی تخلیق و ترویج کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ آج کی دنیا کا معاشرہ اس نعمت سے نہ صرف یہ کہ یکسر محروم ہے بلکہ اس کے خلاف تمام خباثتوں میں لتھڑا ہوا اور انسانی خون سے لت پت ہے —— حرص، لالچ، خود غرضی، حسد، منافقت جھوٹ، ملاوٹ، فریب، دھوکہ، قتل و غارت گری، لوٹ کھسوٹ، سازش، نفرت، بغض، عداوت، زنا، شراب اور جوا میں ڈوبا ہوا معاشرہ جمہوری معاشرہ کہلاتا ہے —— اور دائیں بازو کا منافق دانشور اور بائیں بازو کا ننگا جارح اور مخلص دشمن دانشور، دونوں اس معاشرت، تمدن، اخلاق و تہذیب اور سماجی رویوں کو جائز اور درست مانتے ہیں —— یہ دونوں دینی مزاج دینی اخلاق، دینی کلچر کے دشمن ہیں۔ ان میں سے پہلا دشمن دینی قوتوں کو ہلاک کرنے

بھی زیادہ مہارت رکھتا ہے کہ یہ اپنی کالی اور ناپاک زبان سے اسلام اسلام کی رٹ لگاتا رہتا ہے اور خود ساختہ سماجی مذہبی رسوم کی بجا آوری سے رسمی مذہبی پیشوا ثبت کے اسیروں کو نہ صرف مطمئن رکھتا ہے بلکہ مذہبی رسمی مولوی اس منافقت کی پلیٹ میں آ کر اس منافق دانشور دشمن کا ہمنوا ہو جاتا ہے اور اپنی تمام تر حرام کاریوں اور حرام خوریوں پر پردہ ڈالنے کے لئے بائیں بازو کے کھلم کھلا دشمن دانشور کو کمیونسٹ دہریہ منکر خدا و منکر رسول کہتا رہتا ہے اور یہ رسمی مولوی خوشی خوشی اپنی معاشی پریشانیاں دور کرتا رہتا ہے اور ہمنوائی کا مذہبی فریضہ ادا کر کے سرخرو ہوتا ہے۔ پاکستان کے ۴۴ سال اسی منافقت اور دانشوروں کی چابکدستی پر سچے گواہ ہیں کہ اس منافق دانشور نے دائیں بازو کے حلقوں میں تمام دینی روایات پر ظالمانہ تنقید کی اور اس کی یہ تنقید زبان زد عوام ہوئی کہ حکمران بھی دائیں بازو کا منافق تھا اور اس نے علی الاعلان دینی روایات پر ظالمانہ تنقید کی اور اس کی یہ تنقید زبان زدِ عوام ہوئی کہ حکمران بھی دائیں بازو کا منافق تھا اور علی الاعلان دینی روایات کا منہ چڑایا، انہیں پامال کیا ـــــ اور عوام کی حمایت بھی حاصل کی اور پھر سرکاری پروپیگنڈے کی سرپرستی میں اندرون ملک اور بیرون ملک یہ باور کرایا گیا کہ یہ عوام کی آواز ہے۔ عوام کی خواہش ہے، عوام کا فیصلہ ہے۔ لیکن یہی چاہت اور فیصلہ جب عوام نے بائیں بازو کے حق میں کیا تو اس کو کفر و اسلام کی جنگ کا نام دے دیا گیا اور حسب روایت دائیں اور بائیں بازو کی جنگ اقتدار میں مذہبی عناصر بائیں بازو سے بھڑ گئے بلکہ بھڑا دیئے گئے۔ نتیجتاً بائیں بازو کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ عوام و خواص نے بائیں بازو کو خارش زدہ کتے کی طرح زخم چاٹنے کے لئے چھوڑ دیا۔ پاکستان میں تین تجربے اسی قسم کے ہوئے۔ ساتویں دہائی میں بھٹو صاحب نے تقسیم پاکستان کے امریکی و روسی فارمولے پر عمل کیا اور مسلم لیگی پاکستان کو عوامی پاکستان میں ڈھال دیا اور سات سال اسی جمہوری قبا کی ٹکڈ کولی میں بلاشرکت غیرے گزار دیئے اور اپنے استبدادی دیو کا برہنہ رقص کرایا۔ عوام و خواص شیطانی رویوں میں عروج پر پہنچے تو دائیں بازو کی سیاسی ٹیموں نے الیکشن میں لنگر لنگوٹ اتار کے الیکشن لڑا۔ الیکشن میں انہی عوام نے بھٹو صاحب کو چاروں شانے چت کر دیا، تو بھٹو صاحب کے اندر کا جاگیردار بھڑک اٹھا، اور اس نے انہی عوام کا فیصلہ رد کر دیا جنہوں نے ۷ سال پہلے ان کے حق میں فیصلہ دیا تھا انہی عوام کا فیصلہ اب قبول نہیں ہے۔

دائیں اور بائیں بازو کے سیاست کاروں کی یہ ابلیسی چالیں تو عوامیت ہے۔ لیکن جو لوگ دین کی بات کریں تو اس کو مُلّا ازم کہا جاتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ دین و شریعت کی بات کرتے ہیں کیا وہ عوام نہیں ہیں۔ ـــــ؟ ان کی خواہش عوام کی خواہش نہیں ہے؟ ان کا فیصلہ عوام کا فیصلہ نہیں ہے؟ یہ مُلّا ازم ہے یا یہ خونخواریت، یا یہ دقیانوسیت ہے ـــــ یہ بھی تو عوام ہی مانگتے ہیں۔ یہ قبول کیوں نہیں کیا جاتا؟ عوام کو کیوں نہیں دیا جاتا۔ چند بد معاش سیاسی وڈیروں، جاگیرداروں اور صنعت کاروں کی سیاسی حکمت عملی

کو عوام پر مسلط کرکے اسے عوامی فیصلہ کہا جاتا ہے اور غریب پسے ہوئے طبقوں کی دینی آواز کو دبانے اور کچلنے کے لیے دائیں اور بائیں کے منافق مل کر اسے ملا ازم، ملائیت مذہبی پیشوائیت کا نام دے کر بیرونی حمایت بیرونی حکمت عملی اور بیرونی سرمائے کی طاقت سے کچل دیتے ہیں۔ لیکن جب اپنی گردنوں میں استبداد کا رسہ فٹ ہو جاتا ہے تو چلانے لگ جاتے ہیں کہ یہ اسلام کے خلاف سازش ہے۔

پاکستان سے چاروں مسلک کے سیاسی علماء نے جمہوری نظام ریاست پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ علماء نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ جمہوریت پر متفق ہو سکتے ہیں، اسلام پر ان کا اتفاق ممکن نہیں۔

اب اگر علماء اسلام کی بات کریں تو وہ اس میں ہرگز مخلص نہیں۔ پی پی کی کامیابی کے ذمہ دار بھی یہی سیاسی علماء ہیں، خصوصاً وہ سیاست دان اور علماء جو گیارہ سال سے مسلسل ایک عورت کی سیاسی قوت اور اس کی سوجھ بوجھ سے نفع اندوز ہوتے رہے ہیں۔ پاکستان میں عورت نے ایک ہی جست میں یہ مقام حاصل نہیں کیا بلکہ ماڈرن یونیورسٹائز طبقہ نے تدریجی ارتقائی عمل سے عورت کو یہ مقام دلایا ہے جس کی پشت پناہی پاکستان میں نام نہاد ہونے والی ہر کوشش نے کی خصوصاً ایوب اور بھٹو دور حکومت میں باقاعدہ منصوبہ بندی سے عورت کو سیاسی قوت بنایا گیا اور یہ تمام کارروائی سامراجیوں کی پس منظر کی طاقت کے سہارے عمل میں لائی گئی ہے۔ ضیاء الحق شہید کے دور میں سامراجیوں کی اعلانیہ مداخلت سے عورت کو سیاسی جدوجہد میں دھکیلا گیا اور سیاسی علماء نے مداہنت سے کام لیتے ہوئے اس امریکی پروگرام کے خلاف بیان تک نہ دیا۔ ضیا دور میں ہی امریکی قونصلیٹ ان سیاسی علماء سے باری باری ملا اور جدید ترین ثقافتی عورتوں سے بھی ملا اور پاکستان میں عورت کے حقوق عورت کی حیثیت چل نکلی جس سے عوامی مزاج تشکیل پاتا گیا۔ اب علماء اور دائیں بازو کے سیاسی بیٹے اور سیاسی حاشیے چیخ رہے ہیں کہ عورت سربراہ مملکت نہیں بن سکتی۔ میں پوچھتا ہوں، ماضی قریب میں علماء اور سیاست دان جو کچھ کرتے رہے، اب اس کا نتیجہ کیوں قبول نہیں کرتے؟ میں کہتا ہوں اگر عورت کا سربراہ مملکت بننا حرام ہے، گناہ ہے تو اس کے مجرم علماء اور دائیں بازو کے سیاست دان ہیں۔ پاکستان میں اپوا، ایفوا گرل گائیڈ، ووِمن موومنٹ وغیرہ تنظیمیں تم دائیں بازو والوں نے بنوائیں، اور سیاسی علماء نے تمہاری سرپرستی کی۔ علماء جمہوریت قبول کرتے ہیں مگر جمہوری فیصلہ قبول نہیں کرتے۔ پھر انہیں اسلام یاد آ جاتا ہے۔ اسلام الیکشن سے نہیں، تبلیغ اور جہاد سے قوت حاکمہ بن سکتا ہے، ووٹوں سے اسلام کی الف بھی نہیں آ سکتی۔ الیکشن سرمایہ داروں کا کھیل اور کاروبار ہے۔

مجلس احرار اسلام اسی لئے ان منافق سیاسی حرام کاروں کے خلاف برسرِ پیکار ہے۔ نہ دایاں بازو،

اور صرف دین۔

دینی کلچر، دینی تہذیب و تمدن دینی ثقافت، عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق، سماجی رویئے سب کی اصل دین اور شاخیں، پتیاں، پھول اور پھل بھی دینی مزاج کے ماتحت ــــــــ اس معاشرہ کو انہی کی ضرورت ہے ــــــ احرار کارکن اپنی جدوجہد کو نظریاتی اعتقادی اور کلچرل موومنٹ کے طور پر پوری طاقت سے آگے بڑھائیں۔ تھکنا، اکتانا اور ہار کے بیٹھ جانا احرار کا شیوہ نہیں، اور دائیں بازو ــــــ یا بائیں بازو کے ابلیسوں سے مفاہمت احرار کا پیشہ بھی نہیں بلکہ تمام طاغوتی طاقتوں سے مزاحمت ــــــ اور مسلسل مزاحمت ــــــ بھرپور مزاحمت احرار کا پیشہ و شیوہ ہے۔

اٹھو کہ گل چیں کی دسترس سے گلاب و لالہ ورق ورق ہے
بہار گلشن پہ ہم نشینو! مرا تمہارا بھی کچھ تو حق ہے

جمہوری جانور

جمہوری روایات پڑھا کرتا ہوں
اخبار، خرافات پڑھا کرتا ہوں
زندگی کے تسلسل میں عمل سے عاری
حکمراں کی کرامات پڑھا کرتا ہوں

حکمرانوں کی تعرایف لکھا کرتا ہوں
مرنے والوں کی تخفیف لکھا کرتا ہوں
میں صحافی ہوں، مرا کام تو بس لکھنا ہے
تعریف کہ تحرایف لکھا کرتا ہوں

پیشہ مرا سیاست شیوہ مرا سیاست
میں تجھ سے بھلا پھولا احساں ترا سیاست
پی پی ہو کہ آئی جے آئی سب سے مرا رشتہ
سب سے مفاد اٹھاؤں ایماں مرا سیاست

روز سیاہ

پاک سرزمین کے کج کلاہ
بار خدمت سے ہوئے ہیں روسیاہ
سرزمین پاک کے روشن سے دن
ان کی خدمت سے ہوئے روز سیاہ

قمر الحسنین قمر

ربوہ

حبیب اللہ رشیدی

- قائد تحریک ختم نبوت مولانا سید عطاء المحسن بخاری کی آمد اور شہداء ختم نبوت کانفرنس ربوہ کی تیاریاں۔
- مولانا اللہ یار ارشد کے ہاتھ پر ایک قادیانی اور دو عیسائیوں کا قبول اسلام
- مرزا طاہر کی دعوت مباہلہ کا نتیجہ ..... ربوہ میں "مرزائیوں کی نعشیں مسخ ہو گئیں،
- صدر غلام اسحاق خان کے نام مولانا اللہ یار ارشد کا کھلا خط

گزشتہ دنوں قائد تحریک ختم نبوت ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ ایک روزہ دورہ پر چنیوٹ پہنچے۔ ربوہ اور چنیوٹ کے احرار کارکنوں نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ حضرت شاہ جی کی زیر صدارت دفتر احرار چنیوٹ میں کارکنان احرار کا اجلاس ہوا جس میں سید خالد مسعود گیلانی کے علاوہ دیگر ذمہ دار کارکنوں نے شرکت کی۔ اجلاس میں ۲۱ر۲۲ر مارچ کو مسجد احرار ربوہ میں منعقد ہونے والی گیارہویں سالانہ شہداء ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات کا جائزہ لیا گیا اور کارکنوں کو تیاریاں مکمل کرنے کی ہدایت کی گئی۔ حضرت قائد محترم سے مختلف شہری وفود نے بھی ملاقاتیں کیں اور ملکی سیاسی حالات پر تبادلہ خیال کیا۔ احرار کارکنوں نے مسجد بخاری ربوہ کے مدرس حافظ محمد شفیق کے والد محترم کی اچانک وفات پر گہرے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ مسجد احرار ربوہ کے خطیب مولانا اللہ یار ارشد نے بتایا ہے کہ ایک قادیانی "تبسم احمد" ولد چوہدری محمد حسین قوم گوندل سکنہ فیکٹری ایریا ربوہ نے مرزائیت سے توبہ کر کے اُن کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا ہے نومسلم تبسم احمد نے اپنے حلفیہ بیان میں کہا ہے کہ "میں مرزا غلام قادیانی کو کذاب اور کافر سمجھتا ہوں اور حیات عیسٰی علیہ السلام کو تسلیم کرتا ہوں، مرزائی مذہب باطل اور فراڈ ہے۔"

اسی طرح "دو عیسائیوں" مالک مسیح ولد لال مسیح اور مسمات سوسن بی بی دختر بھاگ مسیح سکنہ ربوہ نے بھی عیسائیت سے توبہ کر کے مولانا کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا ہے۔ مولانا نے اُن کے اسلامی نام محمد مالک اور رقیہ بی بی رکھے ہیں۔ مجلس احرار اسلام کے کارکنوں نے تبسم احمد، محمد مالک اور رقیہ بی بی کو مبارک باد دی اور اُن کے لئے استقامت کی دعا کی۔

گزشتہ سال مرزائیوں کے گرو گھنٹال مرزا طاہر نے لندن میں بیٹھ کر دنیا بھر کے مسلمانوں کو دعوت مباہلہ دی جسے علماء اور کارکنوں نے دعوت مباہلہ قبول کر لی تو مرزا طاہر نے ذلت سے بچنے کے لئے سامنے آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ آپ انتظار کریں ایک سال کے اندر اندر میرے مخالفوں اور مباہلہ قبول کرنے والوں پر اللہ کا عذاب نازل ہو گا۔ مسلمانوں پر تو اللہ کی رحمت اور نصرت کی بارش رہی ہے لیکن مباہلہ مرزائیوں پر پڑ گیا۔ جس کے نتیجہ میں ربوہ میں مرزائیوں کی شرح اموات میں اضافہ ہوا ہے.. اکبر قادیانی نمبردار موضع بھٹی اور ناصر احمد گورایہ نمبردار سکنہ محلہ دارالصدر ربوہ

دونوں کی حادثاتی موت کے نتیجہ میں نعشیں مسخ ہوگئیں اور نہایت عبرت ناک موت سے دوچار ہوئے ،

یوں مرزا طاہر اپنی ہی دعوتِ مباہلہ کی زد میں ہے ۔ یقیناً وہ خود ——— بھی اللہ کے عذاب کا شکار ہوگا ۔ اور مظلوم مسلمانوں کی بد دعائیں اس کے لئے کافی ہوں گی ۔

مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات مولانا اللہ یار ارشد نے صدر غلام اسحٰق خان کے نام ایک خط میں کہا ہے کہ مرزائیوں کا ترجمان روزنامہ الفضل ربوہ ۱۲ دسمبر ۱۹۸۴ء کو حکومت نے بند کر دیا تھا اور ضیاء الاسلام پریس ربوہ سربمہر کر دیا تھا ۔ لیکن ۲۷ نومبر ۱۹۸۸ء کو الفضل سے پابندی اٹھالی گئی ۔ وہ اپنی روزانہ اشاعت میں قانون کا مذاق اڑا رہا ہے اور مسلمانوں کے دینی جذبات مجروح کر رہا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی سرپرستی میں چلنے والی نئی جمہوری حکومت کئی اہم عہدوں پر قادیانیوں کو فائز کر رہی ہے ، مسٹر نسیم احمد قادیانی ! وزیراعظم کے مشیر ایم اے سندھو کا سیکرٹری بھی مرزائی ہے ۔ یہ صورتِ حال انتہائی افسوسناک ہے ۔ ایک غیر مسلم اقلیت کو مسلم اکثریت کے حقوق غصب کرنے کے لئے حکومتی سطح پر تحفظ نہیں ملنا چاہیئے ۔ اس سلسلہ میں فوری اقدامات کئے جائیں اور الفضل پر پابندی عائد کی جائے ، ساہیوال اور سکھر کے شہدائے ختمِ نبوت کے مرزائی قاتلوں کی سزاؤں پر عملدرآمد کیا جائے ، ورنہ مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ حکومت ایک غیر مسلم اقلیت کو پاکستان کی مسلم اکثریت پر مسلط کرنا چاہتی ہے ۔

گڑھا موڑ

رنگین خان خٹک

- چہرے نہیں نظام کو بدلو
- فحاشی ، عریانی اور بد معاشی جمہوری نظام کا منطقی نتیجہ ہے ۔
- مجلس احرار اسلام دینی سیاسی جدوجہد پر یقین رکھتی ہے ۔

گزشتہ چھ ماہ سے عالمی مجلس احرار اسلام گڑھا موڑ کی سرگرمیوں میں غیر معمولی تیزی اور گرمجوشی پیدا ہوگئی ہے مقامی احرار کارکن مولانا محمد اسحاق سلیمی مدظلہ کی سرپرستی میں جماعت کے نصب العین کی ترقی کے لئے نہایت مخلصانہ جدوجہد میں مصروف ہیں ۔ ۱۰ جنوری کو مولانا محمد اسحاق سلیمی کی دعوت اور مقامی احرار کارکنوں کی خواہش پر جماعت کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات جناب عبداللطیف خالد چیمہ ، جناب سید خالد مسعود گیلانی اور جناب سید محمد کفیل بخاری گڑھا موڑ تشریف لائے نو مدرسۃ العلوم الاسلامیہ جامع مسجد میں بہت بڑے اجتماعِ جمعہ سے خطاب فرمایا ۔ سید خالد مسعود گیلانی نے کہا کہ صرف چہرے بدلنے سے ملک موجودہ بحران سے نہیں نکل سکتا اور نہ ہی کوئی مستحکم حکومت قائم ہوسکتی ہے ۔ انھوں نے کہا کہ ملک کی بقاء اور تحفظ کا انحصار صرف اور صرف نفاذِ اسلام میں ہے ۔ جن لوگوں نے اس ملک کے بنیادی مقاصد سے انحراف کیا ہے وہ اللہ کے عذاب سے نہیں بچ سکتے ۔

مجلس احرار اسلام کے ڈپٹی سیکرٹری اطلاعات سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ مجلس احرار اسلام صرف اور صرف دینی جد و جہد پر یقین رکھتی ہے۔ نہ ہمارے فکر و نظر میں کوئی جھول ہے اور نہ منزل کے سچا ہونے میں شک۔ جن لوگوں نے دینی جد و جہد کو بھاری پتھر سمجھ کر چھوڑ دیا اور جمہوری راستے کو اپنے تئیں آسان سمجھ کر اختیار کر لیا۔ وہ ہرگز دین سے مخلص نہیں، ہمت ہار کے حوصلہ چھوڑ دینا اور شیطانی راستے کو آسان جان کر اُس پر چل نکلنا کوئی دانشمندی نہیں۔ پھر اپنے عمل کو دین کہنا اُس پر بڑا ظلم ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم جس نظام کو قبول کر چکے ہیں۔ اُس کے ہوتے ہوئے واقعی دین کا کام مشکل نظر آتا ہے لیکن اگر مروجہ جمہوری نظام کو رد کر کے صرف دین کے لئے کام کرنے کا عہد و پیماں کیا جائے تو یہ کام اور یہ راستہ بہت آسان ہے۔ کوئی چل کر تو دیکھے۔

اجتماع جمعہ کے بعد دفتر مجلس احرار اسلام گڑھا موڑ میں کارکنوں کا ایک اجتماع ہوا جس میں مرکزی سیکرٹری اطلاعات جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور سید کفیل بخاری نے خطاب کیا۔ جناب خالد چیمہ نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ اپنی نظریاتی اور اخلاقی اقدار کو مزید مربوط و مستحکم کریں۔ احرار کارکن ایک مثالی کارکن کی حیثیت سے جانا اور پہچانا جائے۔ انھوں نے کہا کہ سب سے پہلے اپنی اصلاح و تربیت کریں۔ پھر محلوں اور شہروں میں پھیل جائیں۔ لوگوں کو احساس دلائیں کہ معاشرے میں جو فحاشی، عریانی اور بدمعاشی زور پکڑ رہی ہے۔ یہ موجودہ جمہوری نظام کا حصہ اور منطقی نتیجہ ہے آپ اپنے دین کی طرف لوٹ آئیں۔ یہی دنیوی اور اُخروی کامیابیوں اور کامرانیوں کا ضامن ہے... انہوں نے کہا کہ ہم کثرت و قلت کے فلسفہ پر یقین نہیں رکھتے۔ ہمارا ایک ہی نقطہ نظر ہے کہ اگر ہم مسلمان ہیں تو پھر ہر حال میں دین کے نفاذ و استحکام اور دینی معاشرہ کے قیام کے لئے جد و جہد کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہم نتائج کے ذمہ دار نہیں۔ نہ ہی اللہ تعالیٰ نے ہم پر نتائج کے بارے میں گرفت کرنی ہے۔ آپ نے احرار کارکنوں کو مبارک باد دی کہ انھوں نے منظم انداز میں کام شروع کر دیا ہے۔

احمد پور شرقیہ
نمائندہ خصوصی

• احمد پور شرقیہ بار کونسل کے انتخابات۔
• مجلس احرار اسلام کے رہنما سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ جنرل سیکرٹری منتخب ہو گئے۔
• لادین قوتوں کے خلاف جہاد جاری رہے گا۔

اس سال بار ایسوسی ایشن احمد پور شرقیہ کے انتخابات میں خاصی گرمی رہی۔ مجلس احرار اسلام احمد پور شرقیہ کے رہنما سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ نے جنرل سیکرٹری کے اُمیدوار کی حیثیت سے الیکشن بورڈ کے چیئرمین ملک محمد اقبال تاثیر ایڈووکیٹ کے پاس کاغذات نامزدگی داخل کئے تو الیکشن میں عجیب و غریب دلچسپی اور گہما گہمی پیدا ہو گئی۔ بار کے

نام نہاد کمیونسٹ ممبران نے کئی ارکان کی منت سماجت کی کہ ارشد بخاری کا ہر صورت مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ تمام نام نہاد ترقی پسند اور سیکولر ذہنیت کے حامل ارکان ملک مہر مشتاق احمد ایڈووکیٹ کو مقابلہ میں لے آئے اور پوری تیاری سے لیس ہو کر میدان میں نکلے۔ ادھر سید محمد ارشد بخاری بغیر کسی پریشانی اور محض خدا کے بھروسہ پر اس انتخابی اکھاڑے میں اتر آئے۔ بخاری صاحب دسمبر کی چھٹیوں میں لاہور، پشاور، اسلام آباد اور مری رہے۔ اکوڑہ خٹک میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحبؒ کے مزار پر حاضری دی۔ فیصل مسجد کے پہلو میں شہید اسلام جنرل محمد ضیاء الحق کی قبر پر فاتحہ خوانی کر کے واپس لوٹے۔ تو حریفوں نے ان کے خلاف طرح طرح کی افواہیں اڑائیں مگر بخاری صاحب نے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی الیکشن مہم جاری رکھی۔ کمیونسٹوں مرزائیوں اور رافضیوں نے متحدہ محاذ بنالیا۔ اور الزام دھراتے رہے کہ ارشد بخاری رجعت پسند اور کٹر مذہبی آدمی ہے، اُسے ہر قیمت پر شکست دینی چاہیئے۔ بار میں موجود پروگریسو گروپ نے تمام اُمیدواروں کو بار میں اکٹھا کیا اور تعارفی جلسہ ہوا ۴ جنوری کو بار روم وکلاء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ دوسرے اُمیدواروں کے ساتھ ارشد بخاری نے بھی تالیوں کی گونج میں تقریر کی اور تقریر کا اختتام اس شعر پر کیا۔

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق — نے آبلہ مسجد ہوں نہ تہذیب کا فرزند

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں بیگانے بھی ناخوش — میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

بالآخر الیکشن کی تاریخ قریب آپہنچی۔ ایک روز قبل صدارت کے اُمیدوار سردار امتیاز الحق تاج ایڈووکیٹ کی والدہ محترمہ وفات پاگئیں تو دوسرے اُمیدوار ملک ایم۔ ایچ ظفر حسن صاحب ایڈووکیٹ کو دوستوں نے مشورہ دیا کہ وہ تاج صاحب کے مقابلہ سے دستبردار ہو جائیں، لیکن وہ نہ مانے وہ جیتنے کی اُمید رکھتے تھے، ۷ جنوری کو ۱۰۶ اراکین بار نے اپنا حق رائے دہی کا استعمال کیا۔ سردار امتیاز الحق اپنی والدہ محترمہ کی وفات کی وجہ سے اپنا ووٹ بھی نہ ڈال سکے۔ ان کی انتخابی مہم دوستوں نے چلائی۔ صدارت کے لئے مقابلہ یک طرفہ رہا۔ سردار امتیاز الحق تاج نے ۶۰ ووٹ حاصل کر کے انتخاب جیت لیا۔ جبکہ ان کے مدمقابل کو صرف ۳۸ ووٹ ملے۔ جنرل سیکرٹری کا مقابلہ انتہائی سخت تھا۔ تاہم سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ نے ۵۵ ووٹ حاصل کئے اور اُن کے مدمقابل مہر مشتاق احمد صاحب ۴۹ ووٹ حاصل کر کے شکست سے دوچار ہوئے۔ الیکشن کے نتیجہ کے ساتھ ہی دشمنانِ خدا، دشمنانِ رسول اور دشمنانِ ازواج و اصحابِ رسول پر مایوسی چھاگئی اور دین دوست وکلاء خصوصاً احمد پور شرقیہ کے شہریوں کے چہرے خوشی سے تمتما اُٹھے۔ دوستوں نے مبارک باد دی، ارشد بخاری صاحب کو پھولوں سے لاد دیا اور فتح کی خوشی میں شہریوں میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ارشد بخاری ایڈووکیٹ نے جنرل سیکرٹری منتخب ہونے پر بار کے ارکان کا بے حد شکریہ ادا کیا۔

واضح رہے کہ شہاب الدین ایڈووکیٹ نائب صدر، محمد شفیع خان لنگاہ ایڈووکیٹ جائنٹ سیکرٹری اور دیوان سعید احمد

ایڈووکیٹ، شوکت علی مغل ایڈووکیٹ، سید قاسم علی شاہ ایڈووکیٹ اور شاہ محمد کھوکھر صاحب ایڈووکیٹ بلامقابلہ مجلس عاملہ کے ممبران منتخب ہوگئے تھے۔

مجلس احرار اسلام احمد پور شرقیہ نے ایک قرارداد کے ذریعہ سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ کو بار کا جنرل سیکرٹری منتخب ہونے پر مبارک باد دی اور توقع ظاہر کی کہ وہ بحیثیت جنرل سیکرٹری بار ایسوسی ایشن احمد پور شرقیہ مرزائیوں، رافضیوں اور دیگر دشمن قوتوں کے خلاف جہاد جاری رکھیں گے۔ جس طرح انھوں نے پہلے مرزائی وکیل کے خلاف جہاد کرکے اس کی بار کی رکنیت منسوخ کرائی اور مرزائیت کی تبلیغ کے جرم میں گرفتار کرا کے اُسے سزا دلوائی۔

مُلتان

- ثقافت کے نام پر بے غیرتی کا پرچار بند کرو۔
- ٹی وی کی عریانی اور فحاشی کے خلاف احرار کارکنوں کا احتجاجی مظاہرہ
- پی پی حکومت پاکستان کو سیکولر ریاست بنانا چاہتی ہے۔
- "جمہوری مولوی" بے دینوں کی فکری حرام کاری کیخلاف کیوں چپ ہے؟

ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ کی طرف سے پھیلائی جانے والی عریانی و فحاشی اور بے غیرتی کے خلاف ۳۰ جنوری کو مجلس احرار اسلام ملتان کے کارکنوں نے چوک گھنٹہ گھر میں ایک زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا جس میں مجلس احرار اسلام گڑھا موڑ کے اراکین نے بھی شرکت کی۔ مظاہرہ سے قائد تحریک ختم نبوت ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان کے علاوہ مولانا محمد اسحاق سلیمی اور سید کفیل بخاری نے بھی خطاب کیا۔

حضرت شاہ جی مدظلہ نے احتجاجی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ موجودہ حکومت کی لادینی پالیسیاں، قیام پاکستان کے بنیادی مقاصد سے کھلا انحراف ہیں۔ ذرائع ابلاغ اور خصوصاً پی ٹی وی کی نشریات کے ذریعہ نظریۂ پاکستان اور اسلام کو یورپین کلچر کی یلغار سے پامال کیا جارہا ہے ننگے ڈانس، فحش گانے، لچر ڈرامے، راگ و رنگ اور طاؤس و رباب کی مسلسل نشریات یہ باور کرنے پر مجبور کرتی ہیں کہ پی پی حکومت، ملک کو سیکولرازم کی آماجگاہ بنانے کا عزم کرچکی ہے۔ حکومت کے پالیسی سازوں کو جان لینا چاہیئے کہ بے غیرتی، اخلاق باختگی، بے حیائی اور بدمعاشی کے تحفظ اور طرفداری کا یہ راستہ ہمیشہ تحریک مصطفیٰ ۱۹۷۷ء جیسے نتائج لاتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان میں جمہوریت، لبرل ازم، سوشلزم، سیکولرازم، عوامی آزادی، سوشل ڈیموکریسی، بھٹوازم کے نام پر اب کبھی بھی استحصال اور منافقت کو برداشت نہیں کیا جائے گا۔ اس ملک کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کے لیے اور حکومت الٰہیہ کے قیام کے لیے سڑکوں پر نکلنے اور بدباطن حاکموں کو منہ توڑ جواب دینے کے لیے کسی انتہائی اقدام سے گریز نہیں کیا جائے گا۔ انھوں نے

کہا کہ حکومت اپنی نشریاتی پالیسی کی فوراً نظرِ ثانی کرے۔ ٹی وی کے میوزک ۸۹ جیسے فحش اور شرمناک پروگراموں کو فوراً بند کرے اور عوام کی دلآزاری اور اشتعال انگیزی پر فی الفور معافی مانگے۔ انھوں نے کہا کہ اس ملک کو فحاشی کا اڈا نہیں بننے دیا جائے گا اور اس مقصد کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت اپنے عزائم اور منصوبوں کو ہوئے پتلے بیان کر رہی ہے جس کے نتیجے میں ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ بے دینی، بے حیائی، فحاشی، عریانی، آوارگی اور بدمعاشی کو اب تہذیب و ثقافت کے عنوان سے سرکاری سرپرستی حاصل ہے۔

سید عطاء المحسن بخاری نے کہا کہ "پروگرام" کے بارے میں ٹی وی کے چیئرمین مسٹر اسلم اظہر کا بیان "گناہ بدتر از گناہ" کا بہترین شاہکار ہے اور اُسے بے غیرتی کا انوکھا مظاہرہ ضرور قرار دیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میوزک ۸۹ میں شریک ہونے والے بھی اگر معصوم ہیں تو نابالغ بچوں کو کس درجہ و مرتبہ پر فائز کیا جائے گا؟ اسلم اظہر جیسے نااہل لوگ آج حرام کاری کا مربع پیغام دینے والوں کو معصوم قرار دیتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں قوم کو بے حیا اور بے غیرت ہو جانے کا مشورہ دیا گیا ہے اور پوری قوم سے "قوتِ برداشت" میں اضافہ کی فرمائش کی گئی ہے۔ لوگوں کی بہو بیٹیوں اور نوجوان بیٹوں کو گمراہی اور بے غیرتی کی گہرائیوں میں دھکیل کر صبر اور برداشت کی تلقین کرنا ہرگز مسلمانوں کا شیوہ نہیں بلکہ بازارِ زنا کے باسیوں کا مزاج ہے۔ پیپلز پارٹی کی اس پالیسی کو اسلام اور عوام دونوں سے کوئی سی بھی نسبت نہیں ہے۔ ایک بدمعاش لابی کے فکر و عمل کو سارے قوم پر مسلط کرنا نہ جمہوریت کا راستہ ہے اور نہ ہی شرافت کا۔ مولانا محمد اسحاق سلیمی نے کہا کہ میوزک ۸۹ پروگرام ہی یہ موقف نہیں بلکہ گزشتہ ایک ماہ سے ٹی وی کی کارکردگی میں جنسی حیوانیت اور بے لگام نفسانیت کی دعوت و تبلیغ کا عنصر روز بروز نمایاں ہے۔ بھارتی رقص و سرود اور میکسیم گورکی کے ڈرامے بھی پی پی کی نام نہاد اسلامیت اور عوامیت کو طشت از بام کر رہے ہیں۔ پوری قوم میں عموماً اور نئی نسل میں خصوصاً جنسیت کو رواج دینے کے مذموم اور مکروہ منصوبے پی پی کو اس کے ماضی اور اس کے انجام دونوں سے قریب کر سکتے ہیں کیوں کہ اُمتِ رسول میں اس قسم کی دانستہ اشتعال انگیزی کا ردِعمل ہمیشہ شدید رہا ہے۔

مجلس احرارِ اسلام ملتان کے جنرل سیکرٹری سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ علماء کا وہ طبقہ جو اسلام کی بجائے "جمہوریت" کو جدوجہد کا راستہ تصور کرتا ہے۔ وہ اپنے ذاتی مفادات تو اسلام کے نام پر حاصل کرتا ہے مگر جب جمہوری معاشرہ قائم ہونے کے بعد بے حیائی، عریانی، فحاشی اور بدمعاشی عام ہوتی ہے تو وہ اس کے خلاف گونگے شیطان بن جاتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پاکستان کے دینی کارکن سوال کرتے ہیں کہ "جمہوری مولوی" بے دینوں کی فکری حرام کاری کے خلاف کیوں چپ ہے؟

مظاہرہ میں شرکاء نے بڑی تعداد میں پلے کارڈز اور بینرز اٹھا رکھے تھے۔ جن پر مطالبات اور احتجاجی نعرے درج تھے۔ مظاہرہ گھنٹہ بھر جاری رہا۔ احرار رہنماؤں نے اعلان کیا کہ آج کا مظاہرہ اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے اگر حکومت نے اپنی پالیسی تبدیل نہ کی تو یہ احتجاج ملک گیر سطح پر آگے بڑھایا جائے گا۔

ساہیوال

نمائندہ خصوصی

- مرزائی قاتلوں کی سزائے موت معاف کرنے کے خلاف مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا یوم احتجاج
- شہداء ختم نبوت قاری بشیر احمد اور اظہر رفیق کے قاتلوں کی سزائے موت کا فیصلہ بحال کیا جائے۔
- رائے احمد نواز اور رانا نذیر احمد نے حکومتی فیصلہ کے خلاف قومی اسمبلی میں تحریک التواء پیش کردی۔

حکومت کی طرف سے سزائے موت کے قیدیوں کو ریلیف دینے کے اعلان کی روشنی میں فوجی عدالتوں کی طرف سے سزا یافتہ قادیانی مجرموں کی سزائے موت کو عمر قید میں بدلا گیا ہے اس صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے تمام مکاتب فکر پر مشتمل مشترکہ تنظیم مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ضلع ساہیوال کا ایک ہنگامی اجلاس جامع مسجد عیدگاہ ساہیوال میں اہل حدیث رہنما مولانا عبدالرشید راشد کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ساہیوال میں قادیانیوں کی جارحیت کا نشانہ بننے والے مجلس احرار اسلام ساہیوال کے مدر اور جامعہ رشیدیہ کے مدرس قاری بشیر احمد شہید اور پولی ٹیکنیکل کالج کے طالب علم اظہر رفیق شہید کے مقدمہ میں سزا یافتہ قادیانیوں کی سزاؤں میں تخفیف سے پیدا شدہ صورت حال کا جائزہ لیا گیا اور طے کیا گیا کہ مسلمانوں کے لئے یہ بات قابل قبول نہیں کہ طویل سماعت کے بعد عدالتوں کی طرف سے دی گئی سزائے موت کو عمر قید میں بدل دیا جائے۔ چنانچہ ضلعی مجلس عمل کے جنرل سیکرٹری عبدالمتین چوہدری ایڈووکیٹ اور عبداللطیف خالد چیمہ کی تجویز پر طے پایا کہ ابتدائی طور پر ۱۳ جنوری کو ضلع بھر میں یوم احتجاج منایا جائے چنانچہ مجلس عمل کی اپیل پر ۱۳ جنوری کو ساہیوال، عارف والا، چیچہ وطنی اور دوسرے ضلعی مقامات کی مساجد میں بھرپور انداز احتجاج کیا گیا۔ تمام علماء کرام نے اجتماعات جمعۃ المبارک میں اپنی تقریروں میں مطالبہ کیا کہ ساہیوال اور سکھر کے شہداء ختم نبوت کے قادیانی قاتلوں کی سزائے موت کو ہرگز تبدیل نہ کیا جائے۔ خطباء نے اپنی تقریروں میں کہا کہ اگر قادیانی قاتلوں کو تختہ دار پر نہ لٹکایا گیا تو ختم نبوت کے پروانے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر میدان عمل میں کود پڑیں گے اور قاتلوں سے خود انتقام لیں گے۔ مولانا عبدالرشید راشد، مولانا محمد یار، مولانا محمد اشرف آزاد، مولانا عبدالستار، مولانا محمد احمد، مولانا محمد شفیع، مولانا منظور احسن، ابوسفیان، قاری بشیر احمد، مولانا محمد مجتبیٰ، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا سیف اللہ خالد، مولانا محمد اصغر خادم اور دیگر علماء کرام نے اپنی اپنی مساجد میں مطالبہ کیا کہ قاری بشیر احمد شہید اور اظہر رفیق شہید کے علاوہ سکھر کے شہداء ختم نبوت کے قاتلوں کی سزائے موت پر فی الفور عمل درآمد کرایا جائے ورنہ ملک میں ہولناک کشیدگی کی فضا قائم ہوگی۔ علماء کرام نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے اور امتناع قادیانیت آرڈیننس پر مؤثر درآمد کرایا جائے۔ علاوہ ازیں

قومی اسمبلی کے دو ارکان رائے احمد نواز خان اور رانا نذیر احمد نے شہدائے ختم نبوت ساہیوال اور سکھر کے قادیانی قاتلوں کی سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کے وفاقی حکومت کے فیصلہ کے خلاف۔ قومی اسمبلی سیکرٹریٹ کو ایک تحریک التواء بھیج دی ہے جس پر قومی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں بحث کی جائے گی۔ قومی اسمبلی کے دونوں ارکان نے یقین دلایا ہے کہ وہ اس مسئلہ پر مجلس عمل کا بھرپور ساتھ دیں گے اور اس مسئلہ کو ملکی سطح پر اٹھایا جائے گا۔

صادق آباد

نمائندہ خصوصی

- **موجودہ ملکی سیاسی بحران کا مستقل حل اسلامی نظام کا مکمل نفاذ**
- **مروجہ انتخابی طریقۂ کار میں بنیادی تبدیلی کی ضرورت**
- **عقل و بلوغ کے ساتھ دینی علمی استعداد کو مشروط کر کے مطلوبہ افراد منتخب ہو سکتے ہیں۔**
- **مسلمان دوسرے نظاموں کی بجائے صرف نفاذِ اسلام کی جدوجہد کریں۔**

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب صدر ابن امیرِ شریعت سید عطاء المومن بخاری مدظلہ گزشتہ دنوں ضلع رحیم یار خان کے ایک ہفتہ کے دورہ پر تشریف لائے۔ انھوں نے ضلع بھر کی جماعتی شاخوں کے مختلف پروگراموں میں کارکنوں سے خطاب فرمایا۔ اسی سلسلہ میں آپ صادق آباد شہر بھی تشریف لائے۔ صادق آباد میں آپ نے خطبۂ جمعہ، کارکنوں سے گفتگو اور پریس کانفرنس سے بھی خطاب فرمایا۔ آپ نے ملک کی موجودہ سیاسی صورت حال پر صحافیوں کے مختلف سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

موجودہ سیاسی نظام اور اس کے تحت انتخابی طریقۂ کار کے ذریعہ ملک میں اسلامی نظامِ حیات کا مکمل نفاذ کسی صورت میں بھی ممکن نہیں۔ جب تک اس میں بنیادی تبدیلیاں نہ کی جائیں خصوصاً مروجہ انتخابی طریقۂ کار میں تبدیلی ناگزیر ہے۔ مروجہ جمہوری نظام صرف سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور دیگر اقتدار پرست باوسائل جاہل افراد کو اقتدار تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ جب تک اسے عقل و بلوغ کی شرط کے ساتھ کردار اور دینی اور علمی استعداد سے مشروط کر کے معیار نہیں بنایا جائے گا۔ اس وقت تک اسلامی نظام کے قیام کے لئے مطلوبہ افراد منتخب نہیں ہو سکتے۔ ہماری جماعت روزِ اوّل سے ہی اس کے لئے کوشاں ہے موجودہ صورتِ حال ماضی کے حکمرانوں، بے دین سیاسی جماعتوں، رافضیوں کمیونسٹوں، قادیانیوں کی شعوری کوششوں اور دینی جماعتوں کے موجودہ سیاسی نظام کو من وعن قبول کرنے کی غلطی کی وجہ سے سامنے آئی ہے۔ پاکستان جس مقصد، جدوجہد اور نعرے کی وجہ سے وجود میں آیا وہ اسلام تھا۔ اس کے علاوہ اس مملکت کے قیام کی وجہ اگر کوئی اور بیان کی جاتی ہے تو وہ تاریخ کے بڑے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ ہے۔

—— آپ نے فرمایا کہ نظریہ پاکستان اسلام اور صرف اسلام ہے۔ پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے اگر خدانخواستہ اس ملک کے قیام کا یہ نظریہ نہ بھی ہوتا تو پھر بھی مسلمان کے لئے یہی لازم ہے اور یہی اس کا تقاضا ہے کہ وہ اسلامی نظام کے قیام کے علاوہ کسی دوسرے نظام کے لئے جدوجہد نہ کرے۔ اگر وہ مسلمان ہوتے ہوئے بھی کسی دوسرے نظام کے لئے جدوجہد کرتا ہے تو وہ اسلام کے اجتماعی نظام کی حیثیت مجروح کرنے اور اس کی اکملیت کی حقیقت کو جھٹلانے کی گمراہ کن کوشش ہو گی۔ انھوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ملک میں اس پارٹی کو اقتدار ملا ہے جس کا سارا پروگرام سیکولرازم پر مبنی ہے۔ مملکت کا جو تھوڑا بہت اسلامی تشخص باقی ہے۔ عورت کی حکمرانی کی وجہ سے وہ بھی عملاً ختم ہو جائے گا۔ پی پی پی اگر اپنی جماعت میں سے ——————

کسی مرد کو وزیراعظم نامزد کر دیتی تو پھر بھی کسی حد تک بات رہ جاتی اور موجودہ نظام میں اسلام کی بات کی جا سکتی تھی۔ اب صورت حال یہ ہے کہ دینی مسلمات ... کے خلاف عمل کرنے والی حکومت جب اسلام کی بات کرتی ہے تو اس کو صرف مسلمانوں کو اور عالم اسلام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس سے اسلام کے بارے میں حکمرانوں پر اعتماد کا فقدان پیدا ہو ... ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ پی پی پی والے وزیراعظم کے بارے میں اپنے فیصلے پر نظرثانی کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہماری کوشش ہے کہ تمام دینی جماعتیں کو نفاذ اسلام کے غیر متنازعہ پروگرام پر جمع کریں اور پی پی پی والوں سے وزیراعظم کے فیصلہ پر نظرثانی کے لئے کہیں بلکہ اس بات کو ملکی سطح پر اٹھایا جانا چاہیے۔ موجودہ حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ ضیاء الحق شہید سے ذاتی اختلافات اور دشمنی کی بنا پر اتنا آگے جانے کی کوشش نہ کریں کہ ان کے وہ اقدامات بھی جو اسلام کے تقاضوں کے مطابق ہیں اور پاکستان کے اسلامی تشخص کی بقا کے لئے ضروری ہیں انھیں بھی منسوخ کر دیں۔ مثلاً امتناع قادیانیت آرڈیننس، تحفظ مقام صحابہؓ، حدود آرڈیننس، نفاذ شریعت آرڈیننس اور شرعی عدالتوں کے قیام ایسے اقدامات۔ سید عطاء المومن شاہ بخاری نے کہا یہ بات بھی اب ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ ملک کے تمام اخبارات میں چھپ چکی ہے کہ معروف قادیانی سابق سیکرٹری اطلاعات مسٹر نسیم احمد ۲۵، ۲۶ اکتوبر کو پاکستان —————— پہنچے اور انھیں پاکستان پیپلز پارٹی کی تشہیر اور اس کی انتخابی مہم کا نگران مقرر کیا گیا اور ساری مہم انھوں نے ہی سرانجام دی —————— جب کہ ضیاء الحق شہید کے دور حکومت میں مسٹر نسیم احمد قادیانی اپنے برطانیہ کے قیام کے دوران پی پی پی کے برطانیہ اور یورپ کے اطلاعات کے سیکرٹری کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں اور معروف قادیانی صنعت کار مسٹر نصیر اے شیخ اور عاصمہ جہانگیر جو کہ قادیانی ہیں انھوں نے اپنی تمام خدمات پیپلز پارٹی میں پیش کر دی ہیں پی پی کی حکومت کے آجانے پر قادیانی بہت خوش ہیں۔ وہ بغلیں بجا رہے ہیں۔ انھوں نے مٹھائیاں تقسیم کی ہیں۔ وہ مسلمانوں کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ مشہور قادیانی صحافی پیام شاہ جہان پوری کو ایک روزنامے کا ڈیکلریشن دے دیا گیا ہے۔ روزنامہ الفضل

جو قادیانیوں کا معروف اخبار ہے۔ ضیاء شہید کے دور میں اس اخبار کو اسلام اور پاکستان دشمنی کی بنیاد پر ضبط کیا گیا تھا۔ اسے پھر بحال کر دیا گیا ہے۔ قاتلوں، ڈاکوؤں، دہشت گردوں اور ملک دشمن ایسے گھناؤنے جرائم میں سزا پانے والے اخلاقی اور قومی مجرموں کو رہا کر دیا گیا ہے۔ اس سے مجرموں اور غنڈوں، دین اور ملک دشمنوں کی حوصلہ افزائی ہوتی جس سے معاشرے میں عدم تحفظ کا احساس بڑھ رہا ہے اور قادیانیوں اور رافضیوں کو مسلمانوں پر مسلط کرنے سے مسلمانوں میں تشویش بڑھ رہی ہے معاشرے میں کشیدگی پیدا ہو رہی ہے۔ شاہ صاحب نے مرکزی حکومت کے صوبہ پنجاب حکومت کے ساتھ جانبدارانہ رویّہ پر تنقید کی انھوں نے کہا اس سے پی پی پی کے عوام کے فیصلے کے احترام کرنے کے دعویٰ کی قلعی کھل گئی ہے۔ پی پی پی والے ہوس اقتدار کا شکار ہیں انھیں اپنے اقتدار کے مقابلہ میں نہ ملک عزیز ہے اور نہ ہی کوئی اخلاقی رویّہ۔ شاہ صاحب نے کہا کہ مرکزی حکومت تمام صوبوں کے انتخابی نتائج کو تسلیم کرے اور سب کو خصوصاً پنجاب کی حکومت کو اعتماد میں لے کر ساتھ ساتھ چلے۔ صوبہ پنجاب حکومت سے قرضوں، زکوٰۃ فنڈز دوسرے فنڈز کے حسابات کی بات پی پی پی کے علیحدگی پسندی اور پنجاب سے نفرت کے [illegible] کو تقویت پہنچاتی ہے۔ اس وقت ملک جن حالات سے دوچار ہے وہ مرکز اور صوبے میں چپقلش کا متحمل نہیں ہو سکتا ہم علاقائی عصبیت پیدا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔ شاہ صاحب نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ محض ضیاء مخالفت کا سہارا لے کر ساہیوال اور سکھر میں مسلمانوں کو شہید کرنے والے مرزائی قاتلوں کی سزائے موت کو بھی ختم کر دیا ہے۔

انھوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ یہ کہنا بالکل غلط اور خلاف حقیقت ہے کہ لوگوں نے دینی جماعتوں یا اسلامی نظام کے خلاف ووٹ دیا ہے۔ یہ کہنا مسلمانوں کی توہین ہے۔ دینی جماعتیں اپنی بے تدبیری اور عدم اتحاد و تعاون کی وجہ سے اکثریت حاصل نہیں کر سکیں۔ پیپلز پارٹی کے خلاف ڈالے گئے ووٹ تقریباً ۲۸ فیصد ہیں اور اس کے حق میں پندرہ فیصد سے بھی کم ہیں۔ دینی جماعتیں جب بھی متحد ہو کر چلی ہیں قوم نے لبیک کہا ہے۔ ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت اور ۷۷ء کی تحریک اس کی شاہد ہیں اور آج تو اس کی ضرورت اور بڑھ گئی ہے اب بھی تمام دینی قوتوں نے سب اپنے فروعی اختلافات ختم کر کے اتحاد نہ کیا تو مستقبل بہت بھیانک ہے۔ انھوں نے کہا کہ مولانا نورانی کسی دوسری جماعت کو اسلام کا نام ہٹانے کا مشورہ دینے سے پہلے اس کا جواب رکھتے ہیں کہ وہ تحریک استقلال سے اپنے اتحاد کے نام میں آٹھ گھنٹے کے قریب طویل بحث و مباحثے کے باوجود "اسلامی" نہ لگوا سکے۔ جس کے نتیجہ میں اصغر خان صاحب اپنے اتحاد کا نام محض عوامی جمہوری اتحاد رکھنے میں نورانی میاں سے بازی جیت گئے۔ ایسے ہی کچھ دوسری سیکولر جماعتوں سے اتحاد کرنے والی دینی جماعتوں کو اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرتے ہوئے دینی جماعتوں سے اتحاد اور انہیں ساتھ ملانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

شاہ صاحب نے کہا ملک کی تمام دینی جماعتوں کو نفاذ فقہ حنفیہ اور نفاذ اسلام ایسے غیر متنازعہ اور واضح نصب العین پر متحد ہو جانا چاہیئے ہم تمام دینی سربراہوں کا احترام کرتے ہیں۔ ہم اتحاد و اتفاق کی ان بنیادوں پر بننے والے اتحاد کا ساتھ دینے کو نہ صرف تیار ہیں بلکہ داعی ہیں۔ پریس کانفرنس سے قبل سید عطاء المومن شاہ بخاری نے مظہر فرید کالونی صادق آباد کی وسیع و عریض جامع مسجد میں ایک بڑے جلسہ عام سے اسلامی نظام سیاست و ریاست پر ایک فاضلانہ خطاب کیا۔

بقیہ از صفحہ

آپ کی خداداد صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ فتنہ مرزائیت کے خلاف معیاری اور مدلل مضامین اس کی روح ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مخلصانہ کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازیں اور ہم سب کو اپنی دینی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائیں (آمین)

محمد الیاس فیصل، سجاد حسین، خالد محمود (مدینہ منورہ)

مکرمی!

نقیب ختم نبوت عصر حاضر میں دین دشمن قوتوں کے خلاف ایک مضبوط آواز ہے اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین) - محمد صدیق (مدینہ منورہ)

گڑھا موڑ میں

نقیب ختم نبوت کے ایجنٹ صوفی **محمد یوسف** صاحب کو مقرر کیا گیا ہے۔ احباب **مدرسۃ العلوم الاسلامیہ گڑھا موڑ** میں ان سے تازہ پرچہ حاصل کریں۔ (ادارہ)

جلوہ بکھر گیا

ضمنی انتخابات کوٹ ادو پر ارتجالاً

للہ آپ ہم پر حکومت نہ کیجیئے
دو دن میں ہی آپ کا جلوہ بکھر گیا
مرزا نے سارا زور لگا کر بھی کیا لیا
مختار گرمانی کا لغاری بکھر گیا
سندھی وڈیرا پھر بھی ہے پنجاب کا امیر
پنجاب اپنے گھر میں بھی جاں سے گزر گیا
پی پی نے رنگ دکھائے جو دیا ہم کو کالیاں
پی پی پی کی "ہماری جان" کا چہرہ اتر گیا
کہتے ہیں ہم تو آپ سے فتنہ ہیں آپ بھی
وہ تو بہت قریب تھا صالح کدھر گیا

قمر الحسین قمر

بقیہ: اظہار تعزیت

اور احباب سے دعاء مغفرت کی اپیل کی ہے۔ مجلس احرار اسلام کے امیر جناب محمد حسن چغتائی مدظلہ اور بہاولپور کے احرار رہنما رابعہ محمد حسین اور قاری عبدالعزیز نے بھی مولانا محمد عباس کے انتقال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے لواحقین کے لیے صبر جمیل اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی ہے۔ اللہ پاک سب کی مغفرت فرمائے۔ آمین

زرِ نابِ خلوص

مکتوبِ گرامی

فاتحِ قادیان حضرت مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہٗ

جذبۂ احرار آج بھی موجود ہے

جانشینانِ امیرِ شریعتؒ !

مجلّہ "نقیبِ ختمِ نبوت" کو دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا اور محسوس ہوا کہ احرار دوستوں میں وہ گرمی آج بھی موجود ہے جسے حضرت امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے "مخلص و وفادار رفقاء" نے اپنا خونِ جگر جلا کر مسلمان قوم میں پیدا کرنے کی سعی فرمائی تھی دس دس برس فرنگی جیلوں کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اسلام کا تحفظ، استحکام حکومتِ الٰہیہ کا قیام، غیر ملکی حکمرانوں سے نجات اور تحفظِ ناموسِ ختمِ نبوت جیسے اعلیٰ مقاصد اُن کے پیشِ نظر تھے۔ حصولِ مقصد کی آگ سینوں میں شعلہ زن تھی۔ ورنہ کون ہے جو اپنے بال بچوں کو بے یار و مددگار چھوڑ کر فرنگی حکمرانوں کی ناراضگی مول لے کر اُن کی جیلوں کو آباد کرنا پسند کرتا ہے۔

میری دلی دعا اور خواہش ہے کہ جو گرمی و لگن اور جذبہ حضرت امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے "مخلص احباب" مسلم قوم میں بیدار کر گئے ہیں۔ وہ چنگاری تا قیامت جلتی اور سلگتی رہے اور خدا کرے اس میں کمی نہ آنے پائے جو لوگ ڈیڑھ اینٹ کی الگ "مسجد ضرار" کی نا روا سعی میں مصروف ہیں۔ وہ اسے گرا کر "المسجد اُسِّسَ علی التقویٰ" کی تعمیر و ترقی میں مصروف مشغول ہو کر اپنے اللہ اور اس کے آخری پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔ کاش میں صحت مند ہوتا۔ اب ضعیفی نے کمزور و ناکارہ کر دیا ہے ورنہ اشتیاق کے پروں سے اُڑ کر قافلہ احرار میں شریک ہو جاتا جسے حضرت امیرِ شریعتؒ نے تحفظِ ختمِ نبوت کے لئے ترتیب دیا تھا لیکن مجھے یہ خوشی ضرور ہے کہ فرزندانِ امیرِ شریعت نے احرار کے شعبۂ تبلیغ "تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت" کو مضبوط اور فعال کر کے سارقانِ نبوت کا راستہ ہمیشہ کے لئے روک دیا ہے۔

میں اب عمر کے اس حصے میں ہوں کہ "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ" کے ایام قریب تر آ چکے ہیں اور میں بھی بہت جلد اُن دوستوں سے ملنے والا ہوں جو اس ناپائیدار دنیا کو چھوڑ کر دائمی زندگی حاصل کر چکے ہیں۔ خاتمہ بالایمان کے لئے دوست احباب دعا کریں۔ تاکہ اُن صالح دوستوں کی معیت مجھے نصیب ہو۔ (آمین)

مزید دعا ہے کہ حضرت امیرِ شریعت کی جماعت مجلسِ احرارِ اسلام آپ کے قابلِ فخر فرزندوں کی قیادت و سیادت میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروفِ کار ہے۔ (آمین)

والسلام

عنایت اللہ چشتی

سابق مبلغ احرار "قادیان"

حال چکڑالہ۔ ضلع میانوالی

کوئی تو ہو!

مکرمی!

نقیبِ ختمِ نبوت کے تازہ شمارہ میں "دل کی بات" اور "آہ بے چاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار" دونوں مضامین انتہائی معیاری ہیں۔

؎ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

خلیفۂ راشد سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر حضرت عطاء المحسن بخاری مدظلہ کا تحقیقی مضمون اپنی نظیر آپ ہے۔ شاہ جی کا زورِ خطابت اور زورِ قلم دونوں کی اس دور میں اشد ضرورت ہے۔ ایسے وقت میں جب ہر طرف ظلم کا راج ہو۔ اندھیر نگری میں لٹیرے، قاتل، زانی، شرابی غنڈے سب برسرِ عام دندنا رہے ہوں ... کوئی تو ہو جو خالص اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے صدائے حق بلند کرے، جس کی گھن گرج اور للکار سے باطل کے ایوان لرزتے رہیں۔

حامد سراج

(میانوالی)

میری جان، میری روح

محترم!

نقیبِ ختمِ نبوت میری جان، میری روح ہے ایمان ہے۔ ایمان تازہ ہو گیا۔ بے لاگ تبصرہ حرفِ آخر رسالے کا حصہ ہے۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔

اللہ بخش فانی

عثمانیہ مسجد میانچنوں

سارقینِ نبوت میں کھلبلی مچی ہے

مکرمی!

نقیبِ ختمِ نبوت کے تابڑ توڑ حملوں سے جہاں سارقینِ نبوت میں کھلبلی مچی ہے، وہاں فدائینِ ختمِ نبوت میں خوشیوں کی لہر بھی دوڑی ہے۔ شاہ جی! آپ کی شگفتہ اور فاضلانہ تحریر چھپے رستم والی بات ہے۔ آدمی کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ آخر موت کی وادی میں اتر جاتا ہے لیکن تحریر ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ آپ نے اسلاف اور اکابر کی یاد تازہ کر دی ہے تمام رفقاء اور پریس چیمبر کی طرف سے مبارک باد اور دعائیں۔

منور ضیاء قادری (جنرل سیکرٹری پریس چیمبر صادق آباد)

مکرمی!

نقیبِ ختمِ نبوت کا باقاعدہ مطالعہ کرتا ہوں علمی اور باحوالہ مضامین کے علاوہ سیاسی تجزیے اس پر مستزاد ہیں۔ نقیب ترقی کی منزل کی طرف گامزن ہے۔

چوہدری محمد اشرف (صادق آباد)

مکرمی!

نقیبِ ختمِ نبوت، دشمنانِ خدا، دشمنانِ رسول اور دشمنانِ ازواج و اصحابِ رسول کے لئے شمشیرِ برہنہ ہے۔

بشارت علی (صادق آباد)

مکرمی!

نقیبِ ختمِ نبوت ظاہری و معنوی معیار کے اعتبار سے

بقیہ صـ ۵۲

آئیے۔ اللہ کی رضا اور اجر حاصل کیجئے۔!

ہمارے دینی ادارے اور مستقبل کے منصوبے

مسلمان توجہ فرمائیں

★ — مجلس احرار اسلام دینی انقلاب کی داعی ہے۔ دینی انقلاب — دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کیے بغیر ممکن نہیں۔ ۱۹۲۹ء سے آج تک احرار نے بیسیوں تحریکوں کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ احرار کی سب سے بڑی، مضبوط اور زندہ تحریک **تحریکِ ختمِ نبوت** ہے۔

★ — پاکستان سے پہلے اور پاکستان کے بعد احرار نے سینکڑوں دینی ادارے قائم کیے جن سے اُمتِ مسلمہ میں دینی مزاج عام اور دینی قوتوں میں اضافہ ہوا۔ اکابر احرار نے ایک بات شدت سے محسوس کی کہ جب تک دینی ادارے بنیادی طور پر احرار کی نگرانی میں نہیں چلتے اس وقت تک یکجہتی پیدا ہونا مشکل امر ہے۔ لہذا ہم نے اُمتِ مسلمہ کے تعاون سے اندرون و بیرون ملک دینی ادارے قائم کئے ہوئے ہیں جن کی مختصر تفصیل یوں ہے:

★ مدرسہ معمورہ —— مسجدِ نور، تغلق روڈ ملتان ——

★ مدرسہ معمورہ —— دارِ بنی ہاشم، پولیس لائنز روڈ ملتان فون: ۲۸۱۳۷

★ مدرسہ محمودیہ معمورہ —— ناگڑیاں ضلع گجرات ——

★ جامعہ ختمِ نبوت —— مسجد احرار متصل ڈگری کالج ربوہ۔ فون نمبر: ۸۸۶ ——

★ مدرسہ ختمِ نبوت —— سرگودھا روڈ ربوہ ——

★ دارالعلوم ختمِ نبوت —— چیچہ وطنی – فون نمبر: ۲۹۵ ——

★ مدرسہ ابوبکر صدیق —— تلہ گنگ ضلع چکوال ——

★ یوکے ختمِ نبوت مشن —— (ہیڈ آفس) گلاسگو برطانیہ ——

یہ ادارے سرگرمِ عمل ہیں۔ ان کے اخراجات اور آئندہ کے منصوبے۔ مسجد احرار ملتان۔ مدرسہ معمورہ کے بڑھتے ہوئے کام کے پیشِ نظر زمین کی خرید اور تعمیرِ نو۔ دفاتر کا قیام، بیرونی ممالک میں مبلغین کی تعیناتی اور اداروں کا قیام، پچاس کتابوں کی اشاعت —— یہ تمام کام اُمتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعاون سے ہوگا۔ یہ کام آپ ہی نے کرنا ہے۔

تعاون آپ کریں دُعا ہم کرینگے اور اجر اللہ پاک دینگے — آئیے۔ آگے بڑھئے اور اجر کمائیے

فقیر سید عطاء المحسن بخاری مدیر مدارس التحفیظ والمساجد

دارِ بنی ہاشم ○ پولیس لائنز روڈ ○ ملتان

ترسیل زر کے لئے: اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲ حبیب بنک لمیٹڈ حسین آگاہی ملتان

۱۴۰۸ھ

توحید و ختمِ نبوّت کے علمبردارو، ایک ہو جاؤ!

دو روزہ گیارھویں سالانہ

شہداءِ ختمِ نبوّۃ کانفرنس

زیرِ سرپرستی: قائدِ احرار جانشینِ امیرِ شریعت حضرۃ مولانا سیّد ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ

۲ ، ۳ / مارچ ۱۹۸۹ء

جمعرات ○ جمعہ

بمقام: جامع مسجد احرار ربوہ

زیرِ صدارت:

○ شیخ المشائخ خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

○ حضرت مولانا حضرۃ سیّد نفیس الحسینی مدظلہ

○ حضرۃ محمد حسن چغتائی مدظلہ

:خصوصی خطاب:

قائدِ تحریکِ ختمِ نبوّت ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المحسن بخاری مدظلہ

ناظمِ اعلیٰ: عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

:دیگر مقررین:

○ ابنِ امیرِ شریعت سیّد عطاء المؤمن بخاری

○ حضرت علامہ خالد محمود صاحب

○ حضرت علامہ عبد الستار تونسوی صاحب

○ حضرت علامہ مجاہد الحسینی صاحب

○ حضرت مولانا سید فضل الرحمٰن احرار

○ حضرت مولانا سید طفیل احمد شاہ صاحب گیلانی

○ حضرت مولانا محمد اسحٰق سلیمی صاحب

○ جناب آغا غیاث الرحمٰن انجم صاحب

○ جناب مرزا غلام نبی جانباز صاحب

○ جناب عبد اللطیف خالد چیمہ صاحب

○ جناب سیّد محمد راشد بخاری ایڈووکیٹ

○ جناب سیّد خالد مسعود گیلانی

○ جناب سید محمد کفیل بخاری

پروگرام انشاء اللہ

پہلا اجلاس

۲ / مارچ بروز جمعرات بعد نمازِ عشاء

دوسرا اجلاس

۳ / مارچ ۱۱ بجے قبل از نمازِ جمعہ

تیسرا اجلاس

بعد نمازِ جمعہ تا عصر

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوّت (شعبۂ تبلیغ) عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ فون: ملتان ۷۲۸۱۳ ، ربوہ ۸۸۶ ، لاہور ۶۴۶۹۴ ، چنیوٹ ۲۳۴۳ ، چیچاوطنی ۲۱۱۲-۲۹۵۳